بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چراغِ ادب

(توصیفی نظمیں)

شاذ رمزی

مختصر تعارف

نام	: محمد اسحاق خان
تخلص	: شاذ رمزی
پیدائش	: یکم جنوری ۱۹۷۲ء 1972
مقام	: قصبہ علی گنج، ضلع بریلی (یوپی)
استاذ	: حضرت شمس رمزی (مرحوم)
والد	: بدھو خان
والدہ	: روح افروز
تصنیف	: چراغ ادب
تصنیف آئندہ	: مجموعہ غزل

Shaz Ramzi
Plot 10, Room No. 11, Gate
No.5, Malwani, Malad (W),
Mumbai- 400 095
Call: 8424898170
9867957402

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	چراغِ ادب
نوعیت	:	توصیفی نظمیں
سرورق کمپوٹرائز	:	سلیم قاسمی، قاسمی پرنٹرس، ممبئی۔ 3
سن اشاعت	:	بارِاول 2021
ضخامت	:	200 صفحات
تعداد	:	1000
قیمت	:	300 روپئے/-
ترتیب وتزین	:	ڈاکٹر غضنفر اقبال
نگران کار	:	رؤف صادق

Charagh-e-Adab

(Tausifi Nazmen)

Shaz Ramzi

Plot 10, Room No. 11, Gate No.5, Malwani,

Malad (W), Mumbai - 95.

Call: 8424898170 / 867957402

انتساب

والدین کے

نام

گر دُعا ماں باپ کی ہر پل جو میرے ساتھ ہو
سوئی قسمت کو بھی اک دن جگا سکتا ہوں میں

شاذ رمزی

اظہارِ خیال

ساگر تر پاٹھی

تنویر وصفی

رؤف صادق

اکرم نگینوی

قمر الدین قمر

ممنون ہوں

شاذ رمزی

❁ اُستاذ محترم حضرت شمس شاذ رمزی (مرحوم) نے میری شعری صلاحیتوں کو نہ صرف جلا بخشی بلکہ مجھے شعری وفنی نکات سے آگاہی عطا کی۔ جس سے میری شعری حمیت میں زندگی کے ان گنت رنگ شامل ہو گئے۔ شمس رمزی صاحب کے تقریباً 500 شاگردوں میں سے اس طفل مکتب کو "رمزی" کی نسبت سے نوازا۔ جو میرے لئے ایک اعزاز ہے۔

❁ محترم تاجدار تاج (مرحوم) امیر ممکن سہارنپوری (مرحوم) اور محترم رؤف صادق صاحب، غضنفر اقبال صاحب کے قیمتی مشوروں نے مجھے روشن راہ دکھائی اور میرے ذہن وفکر کو بصیرت بخشی۔

❁ انجمن فروغِ علم و ادب (بھیونڈی) کے بانی و صدر جناب محمد شریف انصاری صاحب کی ذاتی دلچسپی وخصوصی توجہ کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں۔

اپنی بات

ادب زندگی سے جُڑا وہ فلسفہ ہے- جس میں فنکار اپنے جذبات واحساسات کو معاشرتی پس منظر میں پیش کرتا ہے- جو وقت کے ساتھ ساتھ تاریخ بن جاتا ہے تاکہ آنے والی نسلیں اس کی کمیوں اور خامیوں کو مدّنظر رکھ کر اپنے خدوخال سنوار سکے-

اردو ادب میں کئی اصناف ہیں- جیسے ، غزل،قطعہ،مرثیہ،قصیدہ، مسدس، مخمس، مثمن،توشیحی نظم،وغیرہ وغیرہ

میں نے توصیفی نظمیں میں بساط بھرطبع آزمائی کی کوشش کی ہے- اردو ادب میں اس طرح کا یہ پہلا مجموعہ ہوسکتا ہے-

اس مجموعہ سے میری یہ کوشش رہی ہے کہ ملک و بیرون ملک کے معتبر شعراء وادباء کے فن وشخصیت کو آپ تک پہنچاؤں- جوان فنکاروں کا حق ہے- اس کوشش میں ، میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں- قارئین کے آراء میرے لئے اہمیت رکھتی ہے-

امید کرتا ہوں کہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کوشعر و ادب کے دنیا میں قدر کے نگاہ سے دیکھا جائے گا-

شاذؔ رمزی

میرا دوست شاذ رمزی

-----ساگر ترپاٹھی

گنگا جمنا، جہاں آپس میں گلے ملتے ہیں- میری سوچ وہیں سے شروع ہوتی ہے- ہندی اور اردو شاعروں/ ادیبوں سے میری شناسائیوں نے مجھے تہذیبی قدروں سے روشناس کروایا- میرے دل میں خلوص ومحبت کی شمع روشن کردی- یہی وجہ ہے کہ میرے غریب خانے پر ہمیشہ شعری نشستیں منعقد ہوا کرتی ہیں- ان میں بلاناغہ شاذ رمزی کی شرکت مجھے فرحت بخش احساس دلاتی رہتی ہے- یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے- ان کے دل کی شفافیت اور معاملات نے مجھے متاثر کیا ہے- ورنہ اس مادیت کے دور میں دلوں کا توازن کہاں قائم رہتا ہے-

شاذ رمزی، زود گو شاعر ہیں- غزل کی روایت سے واقفیت رکھتے ہیں- بقول شخصے شعر، لفظ کا احترام سکھاتا ہے- بس لفظ کو برتنے کا سلیقہ آنا چاہئے- میں نے یہ خوبی شاذ رمزی کے شعروں میں محسوس کی- ان کے یہاں موضوعات کا تنوع ہے- ان کے اشعار میں آپ بیتی بھی ہے- اور جگ بیتی بھی- گویا ان کے انداز بیاں میں گلابوں کی خوشبو بھی ہے اور کانٹوں کے چبھن کی کسک بھی محسوس کی جا سکتی ہے-

ایک دن مجھے، انہوں نے اپنی توصیفی نظمیں سنائیں- ان میں نیا پن تھا- مجھے بے حد پسند آئیں- میں نے انہیں کتابی شکل میں منظرِعام پر لے آنے کا مشورہ دیا- انہیں میرا مشورہ پسند آیا-

اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے-

"چراغِ ادب" کے اس شاعر کے لئے، اپنی نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں-

تاثر

میرے عزیز دوست شمس رمزی مرحوم کے شاگردِ رشید اور کہنہ مشق شاعر بھائی Shaaz Ramzi نے جو منظوم خاکہ نگاری کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ یقیناً تازہ کاری ہے بہ ایں اعتبار کہ ایک دو اشخاص کی بابت تو ایسی نظمیں اکثر شعراء نے، خال خال ہی سہی تخلیق کی ہیں مگر بھائی شاذ رمزی نے اپنے ہم عصروں، احباب، پسندیدہ شعراء اور ادیبوں پر ایسی نظمیں مستقل کہی ہیں۔ جب ف۔ب۔کے ذریعے ان کی یہ نظمیں باصرہ نواز ہوں تو میں نے اپنے پہلے ہی کمنٹ میں انہیں نہ صرف دل سے دعائیں دیں بلکہ اپنی اس رائے اور خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ اس سلسلے کو جاری رکھیں۔ کیوں کہ وقتی لطف سے زیادہ ان نظموں کی افادیت آئندہ کے لئے ہے۔ ان نظموں کا مجموعہ اس دور کے شعراء اور ادیبوں کے تذکرے کے بطور تو اہمیت کا حامل ہوگا ہی سوانحی ادب میں بھی کارآمد اضافہ مانا جائے گا۔

ان کی محبت اور میری خوش بختی کہ انھوں نے مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر لیا اور ایک نظم خاکسار پر کہی۔ شکریہ اپنی جگہ، مگر ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مصداق صنعتِ توشیح سے استفادہ کرتے ہوئے درج ذیل نظم بھائی شاذ رمزی کے لئے کہی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ش- شمیمِ حرف لئے، ذوقِ خوش خصال کے ساتھ
ا- ادب دیار میں آیا ہے ایک تازہ کار
ذ- ذہین ایسا کہ ذرے کو آفتاب کرے
ر - رہِ وفا میں نئی راہ اختیار کرے
م - مجھے شرف ہے یہ حاصل کہ میرا دوست ہے وہ
ز- زمینِ شعر و سخن کا امیں، قلم کا دھنی
ی- یہی دعا ہے مری تا جہاں رہے شاداب

تنویر وصفی (جج سلطانپور)

(نوٹ: ہر مصرع کا پہلا حرف ”شاذ رمزی“ سے بالترتیب لیا گیا ہے)

توصیفی نظموں کا عمدہ شاعر

شاذ رمزی

شاذ رمزی کا اصل میدان صنفِ غزل کی سپاہ گری ہی-لیکن انہوں نے توصیفی نظموں کے مجموعہ کے انتخاب سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نظموں کے بھی عمدہ شاعر ہیں- دراصل یہ مجموعہ ان کی انسانیت دوستی، حمیت، محبت، قربت اور رشتوں کے تقدس کو اجاگر کرتا ہے-کسی کی خامیوں کو پوشیدہ رکھنا بھی انسانیت کی بہترین دلیل ہوتی ہے-

شاذ رمزی کی نظموں میں صاف وشفاف بہتی ندی کی روانی کا آہنگ موجود ہے- جس کی سطح پر شاذ رمزی کا عکس جھلملاتا ہوا نظر آتا ہے-

شاذ رمزی ہمہ وقت تخلیقی سفر میں رہتے ہیں-گویا ان کے لئے تخلیقیت زندگی کا اہم جز ہے- وہ اس انٹرنیٹ کے دور میں اپنے شعری رویوں کو تصنع سے پاک رکھنے کی بھرپور سعی کرتے ہیں اور فیس بک پر اپنے کلام سے ایک معیار قائم کرنے کی جستجو کرتے ہیں جو فیس بک پر اکثر و بیشتر مفقود نظر آتا ہے-

شاذ رمزی کی نظموں میں نہ تو منطق ہوتی ہے اور نہ کوئی گہرا فلسفہ-لیکن وہ اپنی شعری اظہاریت میں اشارے، کنائے، تمثیلیں اور استعاروں کی مدد سے معنوی گہرائی و گیرائی پیدا کرتے ہیں- اس طرح وہ اپنے احساسات و مشاہدات سے فنکار کی شخصیت میں توانا رنگ بھرنے میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں-

ان کی توصیفی نظموں میں خیال اور دل کی صداقت کا امکان زیادہ ہوتا ہے- جس

سے ان کی اپنی باطنی شخصیت عود کر سامنے آتی ہے اور ان کی نظمیں کہیں سے بھی ترسیل کے المیہ کا شکار نہیں ہوتیں۔

اس مجموعہ میں حمد و نعت کے علاوہ کل نظمیں شامل ہیں، امید ہے کہ حلقۂ قارئین میں یہ مجموعہ مقبول عام ہوگا۔

رؤف صادق مجتبیٰ

جدید لہجے کا منفرد شاعر: شاذ رمزی

بہت سے ملے آدمی شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی شاذ رمزی

اک ایسا سپاہی تو علم و ادب کا
ہے فن کا تو ماہر ہے شاعر غضب کا
ہے تجھ پر کرم دیکھ یہ میرے رب کا
تری زندگی شاعری شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی شاذ رمزی

محبت سے لبریز ہے میرا بھائی
کہ جذبہ میں ہے کس قدر پارسائی
محبت محبت ہر اک پر لٹائی
محبت تری بندگی شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی شاذ رمزی

ترا شعر محفل میں جس نے پڑھا ہے
تجھے پیچھے چھوڑا اور آگے بڑھا ہے
کہوں کیا میں اس کو سمجھ میں نہ آئے
بڑا دل ترا یا کمی شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی ساز رمزی

وہ غزلیں یا نظمیں ہوں دوہے رباعی
ہر اک فن پہ ہے شاذ تیری رسائی
کہ بحروں پہ اپنی حکومت جمائی
مگر پھر بھی یہ سادگی شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی ساز رمزی

زمانے سے اپنا ہر اک غم چھپا کر
ملا ہے تو سب سے سدا مسکرا کر
اے اکرم تو اب اس کے حق میں دعا کر
ملے تجھ کو بھی ہر خوشی شاذ رمزی
نہیں تیرے جیسا کوئی ساز رمزی

اکرم نگینوی

دورِ حاضر کا منفرد شاعر
شاذ رمزی

ش- شاذ کو اپنے خدا رکھے ہمیشہ شاد باش
صاحب علم و قلم ہے وہ ادب کا عطر پاش

ا- اس کو کر دے سرخرو دونوں جہاں میں اے خدا
فیض اس پر اولیاء کا رحمتِ خیرالوریٰ

ذ- ذی شعور اور ذی فہم ہے ذی خرددانی ہے شاذ
فتح دے اس کو سدا روشن رہے ادبی محاذ

ر- راست گوئی راست بازی میں ہے یکتا با ہنر
اور قصیدہ گوئی اوروں کی ، شغل ہے عمر بھر

م- ماہر علم عروض و ماہر علم و کلام
ہے کشادہ دل بھی اس کا اور ہے عالی مقام

ز- زمرۂ شعراء میں اس کا ذکر ہے شب اور روز
وہ ہے شیدائے سخن شعر و ادب محفل طراز

ی- یعنی کرتا وہ سدا ہے، اُنسیت کی پیروی
اے قمر بایں ہمہ ، با شرع ہے متقی

سید قمرالدین قمر کرناٹک

حمد باری تعالیٰ

میرا وجود تجھ سے ہے تونے ہی دی جلا
خالق ہے تو کریم ہے تو ہی مرا خدا

حاکم ہے تو غلام ترا میں نفس نفس
تعریف تیری کرتا ہوں تیری ہی ہے عطا

تیری چمک ہے چاند میں سورج میں تو ہی تو
تو ہے بہار و باغ میں پھولوں میں تو بسا

بادل میں تو ہے بارشوں میں تو ہی نغمہ زن
سورج میں تو ہے دھوپ میں تیری دکھے ضیاء

حمد و ثنا چرند بھی کرتے ہیں رات دن
بادِ صبا میں اڑتے پرندے کریں دعا

تسبیح تیرے نام کی کیڑے بھی پڑھ رہے
تو ہی سمندروں میں کھلاتا انہیں غذا

پتھر کے درمیان بھی مخلوق ہے تیری
ہیں انیّس یہ پہاڑ بھی دیتے تجھے صدا

جنّ و بشر بھی ہیں ترے ، تیرے شجر حجر
انساں کو تونے سب سے ہی افضل بنا دیا

تیرا دیا ہی کھایا مہد سے لحد تلک
اوقات کس کی ہے جو کھلائے ترے سوا

کوثر ترا ہے تیری ہی جنت کمال ہے
محشر کرے گا تو ہی یہاں ایک دن بپا

رحمت تری بڑی ہے گناہوں کے سامنے
راضی رہے تو مجھ سے یہی شاذ کی دعا

نعت پاک

کہہ دیا میرے نبی نے کل انا من نور اللہ
مسئلے سب ہوں گے ہیں حل انا من نوراللہ

ہے نبی کی پشت پر مہر نبوت کا یہ مقصد
ہو گیا دورِ نبوت شل انا من نور اللہ

آپ کے جسم مبارک کو ذرا سا چھو گئی جو
وہ چٹائی ہو گئی مخمل انا من نور اللہ

مومنو ہر دم نبی کے فیض سرشار ہو تم
ان سے بڑھ کر ہے نہ ہو افضل انا من نوراللہ

مئے کشی کرتا ہوں میں جامِ محبت پی رہا ہوں
ہے نبی کے عشق کی بوتل انا من نور اللہ

جس نے پتھر ان پہ پھینکے جس نے کوڑا روز ڈالا
اس کی خدمت میں نبی ہر پل انا من نوراللہ

ہم عبادت جس کو کہتے ہیں نمازیں اور تلاوت
اصل میں معراج کا ہے پھل انا من نوراللہ

آخرت اپنی بچا نا ہے اگر اے شاذ رمزی
عشق احمد سے نہ ہو بوجھل انا من نوراللہ

ماں

چمک اٹھی مری تقدیر کہکشاں بن کر
کسی نبی سے کہاں ماں تری دعا کمتر

نبی رسول پیمبر ہیں تیری چھاؤں میں
خدا نے رکھی ہے جنت بھی تیرے پاؤں میں

تمام خون بھی اپنا اگر بہا آؤں
تو ماں کے دودھ کا قرضہ نہ میں چکا پاؤں

دعا سے ماں کی کبھی جو ہوا کوئی غافل
قسم خدا کی ہے وہ اپنے آپ کا قاتل

ہر ایک پیر سے بڑھ کر بزرگ ماں میری
کرم سے ماں کے بچی ہے یہ آج جاں میری

زمانہ کچھ بھی کہے سوچ یہ ہماری ہے
یہ عرش و فرش پہ اک لفظ ماں ہی بھاری ہے

خدا ہے کون کہاں کیا مقام ہے اس کا
بتایا جسنے مجھے ماں ہی نام ہے اسکا

کلیجہ ماں کا جو الفت سے پاک ہو جائے
زمیں کی طرح سمندر بھی خاک ہو جائے

مصوروں کو میں جھک کر سلام کر لیتا
جو کوئی ماں کی محبت میں رنگ بھر دیتا

خدا کے نام سے پہلے زباں پہ نام ترا
یہ شیر خوار سمجھتا ہے ماں مقام ترا

سمجھتی ہے مری نا کو سمجھتی ہے ہاں کو
یہ علم غیب خدا نے عطا کیا ماں کو

خفا جو ماں ہو خدا کو خفا سمجھ نادان
کسی عمل سے نہ اترے گا ماں ترا احسان

بلائیں دور ہیں ماں کی امان میں اب تک
رضا خدا کی ہے ماں کی زبان میں اب تک

خفا ہے ماں تو تری خاک یہ عبادت ہے
ہنسا دے ماں کو تری پاک یہ عبادت ہے

پکڑ کے پیر منا لے تو شاذؔ ماں کو ابھی
وگرنہ روز قیامت نہ راضی ہو گی کبھی

باپ کیا ہے؟

رنج و الم کے بیچ میں دیوار باپ ہے
کعبہ بدن کا ماں ہے تو مینار باپ ہے

خود سے بڑا بنانے کی خواہش ہے اس قدر
شہرت ملی ذرا مجھے سرشار باپ ہے

میں زندگی کے نام کا دریا کروں گا سر
کشتیِ عقل میری ہے پتوار باپ ہے

کس کی مجال ہے کوئی سایہ بھی کاٹ دے
کاٹے جو دھوپ غم کی وہ تلوار باپ ہے

نقصان زندگی کے تو ہمکو سکھا دیئے
قسمت ہماری سوئی ہے بیدار باپ ہے

بچوں کا حال ذہن پہ اسکے لکھا ہے سب
دنیا میں اک عجیب سا اخبار باپ ہے

بچے کی خواہشوں کو سمجھتا ہے اس طرح
بچہ زباں سے کند ہے اظہار باپ ہے

دن بھر کی تپتی دھوپ میں محنت سے لوٹے گھر
بچہ اٹھا کے گود میں گلزار باپ ہے

جھرّی پڑی ہیں چہرے پہ محنت کی ہے لگن
یہ بیٹھ کر نہ کھائے گا خوددار باپ ہے

عالم کتاب زندگی کا با کمال ہے
ظاہر میں پڑھنے لکھنے سے لاچار باپ ہے

بچے کو اک بخار جو چھو کر گزر گیا
چہرہ تو اسکا دیکھئے بیمار باپ ہے

قدموں کے جسکی دھول بھی میں بن نہ پاؤں شاذ
کتنے شفیق عزم کا معیار باپ ہے

توصیفی نظمیں

چراغِ ادب

شاذ رمزی

فہرست بہ لحاظ حروف تہجی

	صفحہ نمبر
(آ)	
آفتاب جونپوری	25
آدیش تیاگی	27
(ا)	
احسان قریشی	29
احمد وصی	32
ارتضے نشاط	34
ارمان تواری	36
اسرار نسیمی	38
اسلم مرزا	40
اشفاق آسنغنی	42
اعجاز انصاری	44
افسر رضا	46
اقبال اشہر	49
اقبال حسن صہبا	51
اکرم سحر فارانی	53
اکرم نگینوی	55
(پ)	
پرتپال سنگھ بیتاب	57
(ت)	
تاجدار تاج	59
تنویر وصفی	61
(ث)	
ثمینہ نعیم میاں	64
(ج)	
جبار شارب	66
جگدیش پرکاش	68
جلیل برہانپوری	70
(ح)	
حافظ کرناٹکی	72
حامد اکمل	75
حلیم رانا	77
حمید سہروردی	79
حنیف عاشق	81
(ر)	
راج کمار انجم	82
راجیند رناتھ رہبر	84
رام بابو رستوگی	86
رفیق راز	88
رفیق سوداگر	90
رؤف صادق	92
رونق مصور	94
ریاض ساغر	96
(ز)	
زاہد دانش	98
زاہد کونچوی	100
(س)	
ساگر ترپاٹھی	102

سالم شجاع انصاری	105
سراج احمد سراج	107
سراج تنویر	109
سید ریاض رحیم	111
سیف سحری	113
(ش)	
شاہ حسین نہری	115
شمس رمزی	117
شفیق سوپری	121
شفیق عابدی	123
شمع چودھری	125
شہپر رسول	127
شیریں صنم	129
(ص)	
صادق کرمانی	132
صدا آمری	134
(ط)	
طارق سعید	136
(ع)	
عائزہ عالم	138
عبدالاحد ساز	140
عرفان جھانسوی	142
عرشی تہانوی	144
عثمان اشک	146
عنبر کھربندہ	148
(غ)	
غضنفر اقبال	150
(ف)	
فیروز لبیب	151
(ک)	
کامل جنیٹوی	153
(ق)	
قطب سرشار	155
قمر الدین قمر	157
(م)	
ماہر نظامی	159
مجیب شہزر	161
محسن عباس	163
محشر جیبی	165
مختار تلہری	167
مسعود حساس	169
مشتاق رفیقی	171
مقصود بستوی	173
منیر ہمدم	175
میاں میرٹھی	177
مینا نقوی	179
(ن)	
نریش نثار	182
نگار ناز	184
نعیم اللہ ملک	186
(و)	
واحد رازی	188
وہاب عندلیب	190
(ی)	
یوسف دیوان	191

ڈاکٹر آفتاب - جون پوری

نور ہے یہ ادب کا یا ہے ماہتاب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

سر زمیں ہے ادب کی ضلع جون پور
آنکھیں کھولیں یہیں سیکھے جینے کے گُر
اور یہیں اس نے دیکھا تھا عہد شباب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

کر لی ہجرت یہاں سے کنارہ کیا
جا کے پرتاپ گڑھ میں بسیرا کیا
اپنی روزی کا رکّھا یہیں پر حساب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

شاعری کا جنوں اسکو بچپن سے تھا
سامنا جیسے خود دل کے درپن سے تھا
جہل کے منہ سے اسنے اتارا نقاب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

اسکے استاد ہیں ایک قاسم ہنر
حال و ماضی پہ ہے س انکی پینی نظر
کار نامہ کیاہے یہ کارِ ثواب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

بزم تعمیر اس نے بنائی یہاں
شمع اس نے ادب کی جلائی یہاں
دیکھنے والا اسکو نہ لائے گا تاب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

عاشقی ہے غزل سے تو نظموں سے پیار
منقبت کا قصیدے کا حمدوں کا یار
نعت گوئی میں ہے آپ اپنا جواب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

درس و تدریس کا سلسلہ رات میں
عمر پیچھے ہے آگے قلم ہاتھ میں
شاذ ہے یہ بشر یا ہے کوئی کتاب
منفرد شخصیت ڈاکٹر آفتاب

آدیش تیاگی - دہلی

صبح دم اسکی غزل ہے اور کویتا شام ہے
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

دل ادب ہے جاں ادب ہے زندگی اسکی ادب
حفظ سب ارکان اسکو وہ بتد ہو یا سبب
شاعری کا پختہ عامل ماہر فنّ عروض
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

گاؤں کھر کھودا ضلع میرٹھ کا نورِ عین ہے
یہ وطن کے ذرّے ذرّے کے لئے بیچین ہے
جاں ہتھیلی پر لئے رہتا ہے اپنے یہ مدام
روح میں اسکی ادب آدیش تیاگی نام ہے

راجدھانی کا سپہ سالار ہے آخر جناب
شہر بھر کی آبرو ہے اور ہے عہد شباب
ایک افسر ہے پولس کا یہ ادب کا جاں نثار
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

یہ کویتا کا پریمی اور غزل سے عشق ہے
دونوں ہاتھوں میں ہی اسکے جیسے چندن مشک ہے
سر جھکائیں اس کے آگے گیت غزلیں اور چھند
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

یہ ہے ہندی کا برہمن اور اردو کا امام
جسم جیسے بن گیا اسکا زبانوں کا مقام
مختلف کل ہند کی کتنی زبانیں اس کو یاد
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

جرم کی سانسیں اٹک جاتی ہیں اس کے خوف سے
راستہ مجرم بدل لیتے ہیں جسکے خوف سے
یہ قلم بندوق دونوں ساتھ لیکر چل دیا
روح میں اسکی ادب آدیش تیاگی نام ہے

یہ وطن کی شان ہے انسانیت کی جان ہے
دیس کے قانون پر دل جان سے قربان ہے
شاذ کو بھی ناز ہے اپنے محافظ دوست پر
روح میں اس کی ادب آدیش تیاگی نام ہے

احسان قریشی-ممبئی

قدرت کا یہ احسان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

سیونی ہے ضلع اسکا جہاں صوبہ ایم پی
اس نے وہیں پہ آنکھ ذرا اپنی ہے کھولی
پرواز کی پرواز کا عالم تھا نرالا
پرواز کی اولاد یہ شہرت کا اجالا
ماں باپ کا ذی شان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

بچپن میں ہی ماں باپ چلے ملک عدم کو
ساتھی بنایا اسنے تو پھر رنج و الم کو
شفقت ملی چاچا کی تو استاد وہی تھے
شاعر تھے وہ مشہور صدا مثل غنی تھے
ہر غم کا یہ جزدان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

بچپن میں بزرگی کا مزا اس نے لیا ہے
خوددار ہے خوددار ہی یہ بن کے جیا ہے
محنت سے کیا کام مکمل کی پڑھائی
خود کا یہ سہارا بنا خود آس بندھائی
اخلاق پہ قربان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

غزلیں بھی لکھیں نعتیں بھی نظمیں بھی لکھی ہیں
اردو میں کئی طور کی باتیں بھی لکھی ہیں
اردو کا یہ شیدا ہے محبت ہے ادب سے
دن رات دعا کرتا ہے یہ اپنے ہی رب سے
ہر دل کا یوں ارمان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

اردو میں اسے نام کمانا ہوا مشکل
جو سر پہ بٹھائے نہ تھی اردو کی وہ محفل
ہندی میں اسے نام ملا دام ملا ہے
جو کچھ بھی ملا ہے یہ بزرگوں کی دعا ہے
تفریح کا سامان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

اسٹیج کی شہرت نے اسے ٹی وی دکھایا
ٹی وی نے اسے فلم کا ہے رستہ بتایا
غربت نے اسے قوم کا جوکر بنایا ہے
اب دیس کے باہر بھی تو جوہر دکھایا ہے
پھر حاصل ایمان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

دولت کا کوئی اس میں تکبّر نہیں دیکھا
مفلس کے لئے لفظ کا نشتر نہیں دیکھا
یہ چور ہے چوری سے کیا کرتا ہے امداد
لاچار کی مفلس کی سنا کر تا ہے فریاد
انصاف کا میزان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

اردو کے ادیبوں نے تو شاعر نہیں مانا
ہندی کے کوی گن نے بھی اپنا نہیں جانا
پھر نثر کا اسنے ہی تو کھولا ہے نیا باب
اب شاذ مرے دوست کی لائے نا کوئی تاب
ہر بغض سے انجان ہے احسان قریشی
اس ملک کی پہچان ہے احسان قریشی

احمد وصی-یوپی

زندگی اسکی ادب ہے اور ادب ہے زندگی
منفرد اسلوب اسکا نام ہے احمد وصی

سیتا پور اسکا ضلع ہے اور صوبہ یو پی ہے
اس نے دنیا میں یہیں پر آنکھ اپنی کھولی ہے
اسکے آنے پر قبیلے بھر میں آئی تازگی
منفرد اسلوب اسکا نام ہے احمد وصی

شاعری اسکو وراثت میں ملی ہے باپ سے
تھا تخلص زائر ان کا معتبر استاد تھے
قدر اسنے دل سے کی ہے آج تک تعلیم کی
منفرد اسلوب اس کا نام ہے احمد وصی

ریڈیو کا معتبر یہ نام تھا اس دور میں
چل رہا تھا اسکا سکّہ اب کہوں کیا اور میں
نغمگی شامیں تھیں اسکی اور صبحیں نغمگی
منفرد اسلوب اسکا نام ہے احمد وصی

یہ مترجم ہے غضب کا نثر بھی ہے لاجواب
گیت فلموں میں لکھے ہیں لاجواب و بے حساب
اور صحافت میں نمایاں اک جگہ اسکو ملی
منفرد اسلوب اس کا نام ہے احمد وصی

شاعری میں مختلف اصناف پر ملکہ اسے
وہ غزل ہو یا رباعی جو لکھے دل سے لکھے
مرثیہ سانسوں میں اسکی ہائکو اسنے لکھی
منفرد اسلوب اس کا نام ہے احمد وصی

نظم ہے محبوب اسکو اور قطعہ اسکی جان
شاعری کے مختلف رنگوں میں دِکھتی اسکی شان
اسکے لفظوں نے بکھیری اک عجب سی چاندنی
منفرد اسلوب اس کا نام ہے احمد وصی

"تتلیاں "گلدان" بہتا پانی" اس نے لکھ دیئے
"جگنو میرے ساتھ ہیں"عنواں ادب سے لے لئے
"بادلوں کے شہر میں" ہندی کتاب اس نے لکھی
منفرد اسلوب اسکا نام ہے احمد وصی

ایک بیٹا ہے حسین اور دوسرا بیٹا عقیل
پر سکوں ہے اسکا چہرہ آنکھ جیسے اسکی جھیل
شاذ رمزی نے حقیقت حال سب اسکی لکھی
منفرد اسلوب اس کا نام ہے احمد وصی

ارتضیٰ نشاط-ممبئی

یہ آسماں ادب کے ادب کی زمین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

یوپی میں اک ضلع ہے بدایوں ہے اسکا نام
کھولیں یہیں پہ آنکھیں گزارے ہیں صبح و شام
پیدائشی بدایوں کے دلکش مکین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

یہ ممبئی میں آ گئے نَو سال عمر تھی
بچپن سے تھے ذہین بڑی اعلیٰ فکر تھی
اسّی کے پار ہو کے بھی اب تک ذہین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

انکو ادب ملا ہے وراثت میں باپ سے
شاہد بدایونی سے ہی سیکھا ہے آپ نے
سچ پوچھئے تو آپ ادب کی مشین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

شعر وسخن کے ساتھ عروضی غضب کے ہیں
کہتے ہیں خود کو آج بھی خادم ادب کے ہیں
شاعر کے ساتھ شخص بھی عمدہ ترین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

غزلیں کہی ہیں نظمیں کہیں نعت بھی کہی
قطعات بھی لکھے ہیں رباعی غضب لکھی
ملکِ ادب غزل میں مگر صدرِ چین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

اپنے ہنر سے ریت کی رسّی بنائی ہے
آخر تکذبان کی دنیا بسائی ہے
کہرام واقعی میں اٹھے تو ملین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

استاد ہیں ادب کے غضب کے مشیر ہیں
ادبی مرید سیکڑوں جنکے یہ پیر ہیں
ڈرتے ہیں شاذ رب سے یہ حامیٔ دین ہیں
یہ ارتضیٰ نشاط ادب کے امین ہیں

ارمان تواری - جھانسی

ہر صنف پہ قربان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

یوپی کا نواسی ہے ضلع اسکا ہے جھانسی
کھولیں تھیں کبھی آنکھیں یہیں اسنے ذرا سی
ماں باپ کا ارمان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

ریلوں کے محکمے کا بڑا خوب تھا افسر
یہ راج کیا کرتا تھا ہم سایوں کے دل پر
رشتوں کی یہ پہچان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

کشفی کا بڑا نام تھا جھانسی کی فضا میں
کشفی کا کوئی ثانی نہیں ادبی ہوا میں
کشفی کا یہ ذی شان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

اردو کی زباں اردو کی تحریر غضب تھی
اردو کا بیاں اردو کی تقریر غضب تھی
اردو کا یہ گلدان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

غزلیں بھی کہیں نعتیں بھی نظمیں بھی لکھی ہیں
ہندی میں بہت خوب کویتائیں رچی ہیں
ہندی کا یہ میزان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

ہندی میں نقوش اسنے محبت کے ہیں چھوڑے
اردو میں دیار اسنے محبت کے ہیں جوڑے
دونوں کی یہی شان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

ہر صنف پہ ملکہ تھا ترنم تھا غضب کا
جیسے تھا ادب اسکے لئے یہ تھا ادب کا
بس امن کا اعلان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

اکسٹھ کی ملی عمر یہیں سانس لی آخر
قسمت سے ہوئی شاذ تری نظم یہ جاکر
بھگوان کا وردان تھا ارمان تواری
اردو کا نگہ بان تھا ارمان تواری

اسرار نسیمی - بریلی

معمار ادب کا ہے یہ اسرار نسیمی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

پیدا ہوا یہ شہر بریلی میں قلندر
گفتار غضب کی ہے غضب کا ہے سخنور
ماتھے پہ ادب کے نئی دستار سجا دی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

دادا سے ملی باپ کو مقبول وراثت
پھر باپ نے بخشی ہے ادب کی اسے چاہت
قرطاس پہ لکھتا ہے عبارت یہ سنہری
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

استاد ملے اسکو دو مشہور زمانہ
دونوں نے کبھی غیر تو پل بھر نہیں جانا
استاد نسیم اور تھے مختار نسیمی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

ناظم یہ غضب کا ہے نظامت میں اثر ہے
تحقیقی مشاہد ہے زمانے پہ نظر ہے
عمدہ ہے تخاطب تو ہے آواز سریلی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

نعتوں میں مہارت ہے تو حمدوں پہ ہے ملکہ
نظموں کا مسافر ہے غزل گیت ہے حلقہ
ہر صنف پہ قابو ہے بڑی اسکی رسائی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

اوزان سے واقف ہے تو بحروں پہ رسائی
ہر عیب و محاسن کی ادا دل میں سمائی
ممتاز ادیبوں میں ہے یہ شانِ کریمی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

پیشہ ہے وکالت کا مدرس کا بھی فن ہے
زینت ہے رسائل کی کتابوں کا چمن ہے
حامل ہے یہ عزت کا نظر اس پہ خدا کی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

اردو کا محافظ ہے یہ ہندی کا ہے اوتار
انگلش پہ عبور اسکو یہ بولے ہے لگاتار
ہے شاذ کرم رب کا جو ہے تیری شناسی
فنکار غضب کا ہے یہ اسرار نسیمی

اسلم مرزا – اورنگ آباد

خود ہی مئے خانہ خودی جام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

یہ دکن کا ہے بڑا نام ادب کی رو سے
ایک معیار بنایا ہے نسب کی رو سے
واقعی رب کا یہ انعام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کابڑا پیغام ہے اسلم مرزا

جو ادب کی ہے زمیں شہر ہے اورنگ آباد
ایک جاوید عزیز ایک ہیں افسر استاد
دورِ حاضر کا الگ نام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

ساٹھ برسوں سے ادب کا ہے یہ خادم
خوف کھانے کے لئے ایک ہی ہے حاکم
مفلسوں کے لئے بے دام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

مختلف اردو رسالوں کی بڑھائے زینت
اپنے مضمون سے ہر روز دکھائے زینت
یہ سخن کی حسیں اک شام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

یہ غزل نظم لکھے اور ثلاثی لکھتا
نظم آزاد یہ پابند ذرا سی لکھتا
نعت اور حمد کا کہرام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

یہ عروضی بھی غضب کا ہے نرالا فنکار
اپنے تحقیقی عمل سے سدا رہتا سرشار
جیسے تاریخ کا الہام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

گیلے پتّوں کی یہ مسکان سجا بیٹھا ہے
مجموعہ نظم کا غزلوں کا لکھا رکّھا ہے
خاص ہو کر بھی بہت عام ہے اسلم مرزا
یہ ادب کا بڑا پیغام ہے اسلم مرزا

اشفاق آسنغنی -چینئی

شاعری اسکی جیسے ہے جادو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

خوب شاعر یہ چینئی والا
اسکے چاروں طرف تمل ہالہ
اسکو رہتا زبان پر قابو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

شاد صاحب سے مشورہ لیکر
اپنے بھائی سے تذکرہ لیکر
دھوم شاعر کے طور پر ہر سو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

کام چمڑے کا اب بھی کرتا ہے
با خدا یہ خدا سے ڈرتا ہے
اپنے کردار سے بنا سادھو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

ساری دنیا ادب سے پہچانی
اس کا ہے ممبئی میں گھر ثانی
شان و شوکت سے اپنی ہے بابو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

نعت کہتا ہے یہ غزل کہتا
قطعہ لکھتا ہے حمد یہ لکھتا
شاعری پر غضب کا ہے قابو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

یہ ادیبوں میں خوب ہے ممتاز
اسکے فن کی بلند ہے پرواز
کوئی لوٹے گا کیا یہ فن ڈاکو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

اسکے دامن میں ہے سخن اپنا
اسکی آنکھوں میں ہے یہی سپنا
شاذ رمزی لکھے گا اب کیا تو
نام اشفاق دل میں ہے اردو

اعجاز انصاری-دہلی

نئے انداز میں کرتا ادب کی خوب گل کاری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

تولّد ہو گئ اردو جہاں وہ شہر دہلی ہے
جہاں ہے آج بھی اسکا مکاں وہ شہر دہلی ہے
ادب استاد ہے کرتا ہے پھر بھی روز تیاری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

معلّم ہے غضب کا اور پیشہ درس دینا ہے
وہ چھوٹا ہو بڑا ہو تجربہ سب سے ہی لینا ہے
بلا کی عاجزی ہے کب دکھاتا ہے یہ سرداری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

بڑے استاد تھے ساحل تخلص انکا سحَری تھا
عدالت تھی زباں انکی تو منصب خود کچہری تھا
یہی شاگرد ہے جس پر نہیں تھی انکو دشواری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

غزل محبوب ہے اسکو تو نظموں کا یہ عاشق ہے
یہ نعت و حمد میں کہتا مرا رب ہی تو رازق ہے
سدا اسنے نبھائی ہے نئے گیتوں سے دلداری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

زمانے سے سدا اسنے کہا "تنہا ہی ہوں میں" اب
بہت سارے گلابوں کو لٹایا ہے رکھا کچھ کب
عجب فنکار دیکھا ہے عجب ہے اسکی فنکاری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

خلیجی ملک میں جا کر وہاں انعام پایا ہے
یہ شاعر ہے نظامت میں بھی تو سکہ جمایا ہے
حسد کی آج تک اسمیں نہ پائی کوئی چنگاری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

بہت خوش رنگ خصلت ہے محبت ہی محبت ہے
سبھی چھوٹوں سے الفت ہے بڑوں کی سر پہ شفقت ہے
بڑی ہی شان سے کھیلے ادب کی شاذ یہ پاری
ادب کو ناز ہے جس پر وہ ہے اعجاز انصاری

افسر رضا-ریاض

یہ ادب ذہنی سکوں ہے یہ ادب اسکی غذا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

دکّنی ہے یہ دکن کی سر زمیں کا لعل ہے
آندھرا صوبہ ہے اسکا آندھرا کی ڈھال ہے
حیدرآبادی ہے یہ علم و عمل ہے مرحبا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

بچے بچے کی رگوں میں خون سا اردو ادب
حیدرآبادی فضا کا معتبر حسب و نسب
اس زمیں پر آنکھیں کھولیں اور یہیں لکّھا پڑھا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

ہے بہت عالے گھرانہ اور بڑی تعلیم ہے
یہ محبت لفظ کی سمجھو تو جیسے میم ہے
دوستوں پر جاں نثاری بن گیا ہے مشغلہ
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

لے گئی روزی ریاض اسکو یہاں سے کھینچ کر
یہ سعودی کا مکیں رکھتا وطن کی ہر خبر
اور وہاں رہ کر بھی قائم کی ادب کی ہر فضا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

مختلف اشعار اسنے یوں ڈیزائن کر دئے
دوستوں کے دل محبت سے یکا یک بھر دئے
دوستوں کی شاعری سے خوب لیتا ہے مزا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

ہے صحافت روزی روٹی اک خلیجی ملک میں
مدتوں سے رہ رہا ہے اس عزیزی ملک میں
معتبر اخبار کی محنت سے یہ زینت بنا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

شاعری کا فن ہے ازبر شاعری اسکا جنوں
مختلف اصناف اسکے سامنے ہیں سر نگوں
شاعری میں کم کہا ہے جو کہا عمدہ کہا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

نظمیں لکھیں نعت لکھی اور غزل اسنے لکھی
قطعہ کا دیوانہ ہے یہ قطعہ اسکی زندگی
طاق ہی باب ادب کا جیسے روشن کر دیا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

عشق میں غرقاب ہے اردو ادب کے اس طرح
لعل و گوہر بھی سمندر کے مکیں ہیں جس طرح
شاذ رمزی تونے لکّھا ہے مگر کچھ کم لکھا
عاشق اردو ادب ہے با خدا افسر رضا

□□□

اقبال اشہر - دہلی

ادب کے چار سو دریا بدن میں جسکے بہتے ہیں
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

بنا استاد کے ہی نام خود اپنا کمایا ہے
کئی شاگرد ہیں اسکے جنہیں شاعر بنایا ہے
بہت کم بات کر تا ہے بہت کم گھلتا ملتا ہے
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

یہ بیرونی ممالک میں بڑی مقبول ہستی ہے
وطن میں نام ہے اسکا ادب کی خود میں بستی ہے
زباں کا اپنی ماہر ہے زباں کم کھولتا ہے یہ
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

رسائل کی یہ زینت ہے کتابیں زندگی اسکی
یہ اپنی دھن میں رہتا ہے عجب ہے سادگی اسکی
ادیبوں کا یہ عاشق ہے ادب سے پیار کرتا ہے
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

بھری محفل میں خاموشی عجب سی اسکی عادت ہے
ہاں اچھے شعر پر ہی داد دینا اسکی فطرت ہے
محبت جس سے کرتا ہے تو سچے دل سے کرتا ہے
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

غضب کا خوب ناظم ہے کمال اسکی نظامت ہے
یہ جس محفل میں آجائے تو محفل کی ضمانت ہے
ادب کے ہی اصولوں پر گزاری زندگی اسنے
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

ادب کو آج تک اسنے کبھی روزی نہیں مانا
تجارت پہلے دیکھی ہے ادب کو بعد میں جانا
تعارف خود یہ اپنا ہے الگ پہچان ہے اسکی
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

غموں کو آج تک اسنے کبھی اپنے نہیں بانٹا
برا جو وقت بھی آیا تو ہنس کر ہی اسے کاٹا
مجھے اے شاذ رمزی ناز ہے جس دوست پر اپنے
یہی اقبال شاعر ہے اسے اشہر بھی کہتے ہیں

اقبال حسن صہبا - جھانسی

آواز میں ہے جادو انداز جدا گانا
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

ہے شہر ادیبوں کا مقبول بہت جھانسی
اس شہر میں آئی تھی اک روحِ ادب پیاسی
جھانسی کے ادب میں ہے انکا بھی بڑا حصہ
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

استاد زمانہ ہے استاد جہاں سار
استاد کتابیں ہیں استاد کتب خانہ
کچھ قوم سے سیکھا ہے کچھ قوم سے ہے پایا
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

یہ ساٹھ برس پہلے آداب و ادب سیکھے
اوقات کئی دیکھے میٹھے تو کئی تیکھے
لمبا ہے سفر انکا ٹیڑھا تھا بہت رستہ
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

ریلوں کے محکمے میں مقبول بہت ٹھہرے
اب دیکھ کے کھلتے ہیں لوگوں کے بجھے چہرے
جذبات پہ قابو ہے اخلاق ہے سرمایہ
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

یہ نظم کے شاعر ہیں تخلیق غزل انکی
یہ نعت کے ہیں خالق حمدیں ہیں ضیا جیسی
مقبول ہے محفل میں مشہور سخن انکا
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

یہ تیرے خیالوں کی پرچھائیں میں رہتے ہیں
غزلوں کے درختوں کی پرچھائیں میں رہتے ہیں
دیوان لکھے دو دو دونوں کا الگ رتبہ
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

محبوب ادیبوں میں ہوتا ہے شمار انکا
کردار نشہ انکا کردار خمار انکا
جو شاذ نے سمجھا ہے ہر طور وہی لکھا
گلزار ادب کے ہیں اقبال حسن صہبا

اکرم سحر فارانی - پاکستان

شاعری اسکی غضب ہے تو ہنر لاثانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

آنکھ کھولی ہے جہاں وہ جگہ گجراں والا
رہ کے لاہور میں ہی خوب ہے فن کو پالا
روز ہی فن کے درختوں میں یہ ڈالے پانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

یہ مجاہد ہے پولس کا تو جسارت والا
اسکے اوقات میں رہتا ہے پولس کا ہالہ
اسکو برداشت نہیں کوئی ذرا نادانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

اس پہ احسان کا احسان بنایا شاعر
اور ذوقی کا کرم فن میں بنایا ماہر
اس لئے شاعری اسکی تو ہے جانی مانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

اسکے شاگرد کئی ہیں یہ غضب کا استاد
محفل شعر و سخن جسم میں جیسے آباد
شعر کہتا ہے غضب کے یہ بہت رومانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

نعت کہتا ہے بہت خوب غزل محبوبہ
منقبت حمد کہے خوب کہے یہ قطعہ
ہائکو اور رباعی تو بنی دیوانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

اسنے "روداد چمن" خوب لکھی خوب لکھی
ایک لمحے کو کہیں "حرف شکایت" نہ دکھی
بن کے قرآن کا ناطق بھی کی ہے آسانی
با سحر خوب ادب کا ہر سحر فارانی

اسنے "ون سونیا" پنجابی ادب لکّھا ہے
اک پیام ایک سحر کا بھی اٹھا رکّھا ہے
معجزے نظم کئے شاذ بہت نورانی
با سحر خوب ادب کا ہے سحر فارانی

اکرم نگینوی - گجرات

علم و عمل کی ڈھال ہے اکرم نگینوی
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

گجرات میں ادب کا یہ روشن چراغ ہے
میٹھی زبان اسکی منور دماغ ہے
یاروں کا یار ہے یہ بہت خوش مزاج ہے
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

بجنور کے نگینہ سے اجداد ہیں سبھی
گجرات کو پرایا سمجھ پائے نہ کبھی
کل ہند سے ہے پیار یہ شاعر جدید ہے
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

دو دو اساتذہ کی رفاقت نصیب ہیں
پہلے قمر ہیں دوسرے گرگٹ عجیب ہیں
حسنِ عمل سے دونوں کو اپنا بنا لیا
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

آخر مشاعروں میں وہ سکّہ جما دیا
اشعار سے خلوص سے سب کو جھکا دیا
باریکیاں فنون کی اس پر برس گئیں
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

دولت انا کے واسطے ٹھوکر سے ماردی
اپنے غموں کی جیسے نظر خود اتار دی
خوشیوں کا اسنے خود ہی اڑایا مذاق ہے
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

شاعر غضب کا ہے یہ ترنم بھی خوب ہے
ماہر تحت کا ہے یہ یقیناً بخیر سے
دونوں محاذ پر ہے برابر ڈٹا ہوا
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

بخشی غزل کو آبرو گیسو سنوارے ہیں
اسلوب اسکا ہے نیا عمدہ اشارے ہیں
سادہ زباں سلیس ہیں الفاظ منفرد
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

اسلام پر یقین ہے مومن غضب کا ہے
کامل سخن شناس ہے خادم ادب ہے
اے شاذ مجھکو ناز ہے حاضر جوابی پر
یہ شخص با کمال ہے اکرم نگینوی

پرتپال سنگھ بیتاب - جموکشمیر

خود انکی ذات مکمل ادب کا جیسے باب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

جہاں پہ آئے تھے دنیا میں شہر امبالا
وطن ہے پونچھ جو جمّو میں دیکھا اور بھالا
انہوں نے دیکھے ادب کے کئی گرداب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

سیال کوٹ کے ساحر غضب کے تھے استاد
انہیں کے دم سے ادب ان میں ہو گیا آباد
ادب سے نام لیا کرتے ہیں سبھی احباب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

بہت کمال سوانح حیات لکّھی ہے
ہاں دس کتابوں پہ ادبی اساس رکّھی ہے
سمندروں میں ادب کے رہے ہیں یہ غرقاب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

غزل پہ نظم پہ انکا قلم چلا اکثر
ادب کی راہ میں دیکھا نہیں کبھی مڑ کر
مجال کس کی کوئی لا سکے ذرا سی تاب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

یہ نثری نظم بھی آزاد خوب لکھتے ہیں
یہ اک جزیرہ سمندر کا خود میں رکھتے ہیں
ادب ہی نیند ہے انکی ادب ہی انکا خواب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

وطن کی خوب کی خدمت غضب کے تھے افسر
لکھی ہے جم کے بہت خوب نثر بھی اکثر
ہمیشہ شاذ رکھے انکو بس خدا شاداب
ادب کی جان ہیں یہ پرتپال سنگھ بیتاب

تاجدار تاج ۔ ممبئی

ہر دل پہ تھی تمہاری حکومت تمہارا راج
ایسا کہاں ملے گا کوئی تاج دار تاج

علم و ادب کا شہر ہے وہ شہر دیوبند
منکر کو اسکے زہر ہے وہ شہر دیوبند
یہ وہ جگہ ہے آپ نے کھولی جہاں پہ آنکھ
ایسا کہاں ملے گا کوئی تاج دار تاجدار

آخر وطن کو چھوڑ کر راہِ فرار کی
یہ ممبئی جگہ تھی سکون و قرار کی
تعلیم دی یہیں پہ ملازم بھی ہو گئے
ایسا کہاں ملے گا کوئی تاج دار تاج

شاعر جو ان میں ایک تھا باہر وہ آ گیا
اور دیکھتے ہی دیکھتے ذہنوں پہ چھا گیا
اپنی الگ ہی راہ بنا کر یہ چل دیئے
ایسا کہاں ملے گا تاج دار تاج

فلموں میں اپنے نام کا سکّہ چلا دیا
ہر ایک فلم ساز کو اپنا بنا لیا
نغموں کی ایسی دھوم تھی جسکا نہیں جواب
ایسا کہاں ملے گا تاج دار تاج

یہ تین مجموعوں کے بھی خالق کمال ہیں
تینوں کتابیں آپ کی اپنی مثال ہیں
غزلیں ہیں باندی آپ کی نظمیں کنیز ہیں
ایسا کہاں ملے گا تاج دار تاج

علمِ بحور آپ کی سانسوں میں بس گیا
علمِ عروض آپ کی آنکھوں میں بس گیا
بے شک فن سخن میں سراپا سپاس تھے
ایسا کہاں ملے گا کوئی تاج دار تاج

ثانی وطن ہی آپ کا آخر وطن ہوا
اپنے بدن سے آپ نے مٹّی کو جب چھوا
بیٹے کے جیسا پیار تجھے بھی دیا ہے شاذ
ایسا کہاں ملے گا کوئی تاج دار تاج

تنویر وصفی-سلطان پور

یہ جج ہو کے کرتا ہے خدمت ادب کی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

ہے بجنور اس کا ضلع قصبہ نہٹور
یہیں کھولیں آنکھیں نہیں وہ جگہ اور
ادب کو جلا اسنے ہر طور بخشی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

ہیں والد بھی شاعر تخلص ہے ذاکر
فنون لطیفہ میں ہیں خوب ماہر
یہ انکا ولی ہے انہیں کا ہے حامی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

کئی مختلف اسنے عہدے سنبھالے
یہ منصف بنا پھیلے حق کے اجالے
عبارت ہی انصاف کی اسنے لکھ دی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

ادب میں بہت کام اسنے کیا ہے
ادب میں پلا ہے ادب میں جیا ہے
ادب کی ہی میراث اسنے سنھالی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

غضب کا مترجم غضب کا یہ خالق
ادب کا محافظ ادب کا یہ خالق
ہر اک صنف پر اسکو قدرت بلا کی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

کتب بینی اسکا رہا شوق اول
چرایا کتابوں کی آنکھوں سے کاجل
کتابوں کی عظمت بھی اسنے سنواری
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

اندھیرے لکھے ہیں اجالے لکھے ہیں
کہانی لکھی ہیں مقالے لکھے ہیں
لکھے اسنے افسانے انشائیے بھی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

محبت غزل سے تو نظمیں ہیں ہمدم
لکھیں حمد و نعتیں بھی اسنے مگر کم
ہے آزاد نظموں کا حامی و والی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

رباعی لکھی اسنے قطعات لکھّے
رموز و نکات اسکو کرتے ہیں سجدے
قصیدے لکھے ہیں لکھی ہائکو بھی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

بڑا ایک بیٹا ہے واسں دلارا
بہت پیاری بیٹی ہے آنکھوں کا تارا
شریک سفر نے بھی دنیا سجا دی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

یہ خدمت وطن کی دل و جاں سے کرتا
سوا اک خدا کے کسی سے نہ ڈرتا
کرم سے خدا کے لکھے نظم رمزی
ادب کا یہ محور ہے تنویر وصفی

ثمینہ نعیم میاں-پاکستان

ادب کی چاندنی ہے یہ ادب کا یہ نگینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

نمایاں ہیں کراچی شہر میں چرچے بہت اسکے
یہ فوجی باپ کی بیٹی سناتی فوج کے قصے
سمندر ذات ہے اسکی یہ خود اپنا سفینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

بڑی تعلیم عالیٰ ہے بہت عمدہ گھرانا ہے
زباں پنجابی ہے اردو پہ اسکا دل دوانہ ہے
زبانوں پر اسے قدرت زباں کا یہ خزینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

ہوئے استاد وجدانی سلیم اختر بھی ہیں استاد
سحر فارانی نے باقی کیا اس میں سخن آباد
بزرگوں کی عطائیں ہیں انہیں کا سب قرینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

کبھی غزلیں کبھی نظمیں کبھی نعتیں بھی لکّھی ہیں
قصیدہ دن کا لکّھا ہے گھٹن کی راتیں لکّھی ہیں
قلم دیکھو ذرا اسکا ادب کی اک حسینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

صحافت بھی عمل اسکا کئ اخبار کی زینت
کہیں افسانے لکھتی ہے کہیں مضمون پر قدرت
کوئ تخلیق بھی دیکھو تو اسکی وہ زرینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

رسائل میں ذرا دیکھو غضب کے طنز کرتی ہے
مسائل بھی اٹھاتی ہے مزاحی رنگ بھرتی ہے
جگر میں اسکے یوں سمجھو ادب کا اک دفینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

خدا کا شکر ہے شوہر بھی اسکے عالیٰ افسر ہیں
عطا رب کی ہے اسکے تینوں بیٹے مثل گوہر ہیں
خدا پر ہے یقیں تو شاذ نظروں میں مدینہ ہے
گہر نایاب ہے بیشک سخن کی یہ ثمینہ ہے

جبّار شارب- جھانسی

زمانے کی شرابوں سے یقیناً آپ تائب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

جگہ ہے یہ وہی جھانسی جہاں پر آپ آئے تھے
قبیلے بھر میں خوشیاں تھیں خوشی کے گیت گائے تھے
قبیلے کے دلارے ہیں قبیلے کے یہ نائب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

مرے اک دوست ہیں زاہد وہی استاد ہیں انکے
یہ زاہد کونچوی جھانسی میں جنکے نام کے چرچے
یہ اپنے فن کے ماہر ہیں یہ اپنے فن پہ غالب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

یہ ریلوں کے محکمے میں غضب کا نام رکھتے ہیں
کچھ ایسی عاجزی کے ہم نے افسر کم ہی دیکھے ہیں
بظاہر ہیں کمال فن مگر یہ دل سے طالب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

بڑی چھوٹی ادب کی ہر کسی محفل میں عزت ہے
محبت ہے عزیزوں سے بڑوں کی سر پہ شفقت ہے
یہ اپنی ذات میں مشرق یقیناً خود میں مغرب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

کئی اصناف پر ملکہ ہے بحروں پر عبور انکو
کھلونے انکے ہیں عیب و محاسن ہم کہیں جنکو
عزیزوں میں رقیبوں میں یقیناً یکساں مطرب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

غزل نظمیں کہی ہیں خوب کہتے ہیں یہ نعتیں بھی
مقولے خوب ہیں انکے غضب ہیں انکی باتیں بھی
ادب کے شہہ سواروں میں ادب کے خوب راکب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

گلابوں کا ادب میں شہر ہی آباد کر ڈالا
بزرگوں کی سنی ہر دم کسی کا نا کہا ٹالا
سمجھ لے شاذ انکو قابل تحسین واجب ہیں
مشارب ہے ادب سب کا مگر جبار شارب ہیں

جگدیش پرکاش- ہریانہ

کنیت انکی عالی ہے اعلیٰ نسب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

جس جگہ آئے دنیا میں لاہور ہے
ہند میں اب ٹھکانا یہیں ٹھور ہے
پھر بنایا یہیں پر ادب کا مطب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

والی آسی ہیں استاد انکے ہوئے
ہاتھ چومے کبھی پیر انکے چھوئے
ہے دعا انکی جو مہرباں ان پہ رب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

انکا پیشہ تجارت بہت خوب ہے
سب زبانوں میں اُردو ہی محبوب ہے
پھول جھڑنے لگیں بولیں اردو یہ جب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

گیت غزلیں کہیں خوب نظمیں لکھیں
ماہیئے بھی کہے اور رباعی کہیں
ہائکو اور دوہے بھی کہتے ہیں سب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب
س

حمد و نعتیں بھی لکھتے ہیں یہ لاجواب
انکے قطعات دن میں دکھاتے ہیں خواب
سوچ میں انکی رہتے ہیں عجم و عرب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

مجموعے سات ہیں خلق اب تک کیئے
تین انگریزی میں مجموعے لکھ دیئے
شاذ رمزی کہے انکو کیا اور اب
یہ ہیں جگدیش پرکاش اہلِ ادب

جلیل - برہانپور

ماہرِ سخن ہے یہ قابل دلیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

ہے ضلع برہانپور اور صوبہ ایم پی
یہ ادب اساس بھی بس یہیں پہ ہے رکھی
با کمال شہر ہے یہ اک ادب کی جھیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

درس سے جُڑا ہے یہ پیشہ اسکا ہے یہی
علم کی لٹاتا ہے رات دن یہ روشنی
بہت ذہین یہ با خدا عقیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

حاصل ہے شرف اسے محترم نسیم سے
بات کُھل کے کرتا ہے ہر کسی کلیم سے
آپ کو لگے گا یہ جیسے یہ وکیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

نعت خوب لکھتا ہے یہ غزل کا شیدا ہے
نظم سے ہے دوستی منقبت سے وعدہ ہے
حمد کا یہ شوق بھی با خدا قلیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

مجموعے لکھے کئی جو قبول ہو گئے
اِسکو سننے والے بھی بس اسی میں کھو گئے
شاعری کمال کی مستند دلیل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

شاعری تو کرتا ہے نثر بھی کمال ہے
صنف کوئی بھی رہے فن تو لازوال ہے
فکر شاذ دیکھو تو فکر ہی نویل ہے
یہ ادب کا رہنما ڈاکٹر جلیل ہے

حافظ کرناٹکی

جان ہے اردو ادب کی اور سخن کا ہے یہ چین
گوہرِ نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

طفل مکتب سے محبت اسکا شیوا ہے جناب
مفلس و لاچار کے سب خواب اسکے اپنے خواب
شاعری کے فن کا عالم ماہرِ فنّ عروض
گوہرِ نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

مقتدی اسکے ہزاروں یہ ادب کا وہ امام
تا قیامت جو رہےگا مل گیا ایسا مقام
یہ ادب اطفال کا ہے باخدا ماہر طبیب
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

صاحب زر ہے تکبر نام کو اس میں نہیں
بغض و کینہ ہر غلاظت دور ہیں اس سے کہیں
بیکسوں کا غم زدوں کا با خدا غم خوار ہے
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

خود رباعی کا سپاہی خود سپہ سالار ہے
حمد ہو یا نعت ہو دونوں سے اسکو پیار ہے
یہ سراپا خود سخن ہے حاصل علم و عمل
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

ہے سراپا ذات اسکی شامل حب الوطن
ہے اشارے کا یہ سورج اور کنائے کی کرن
زاویہ اسکا انوکھا اور نیا انداز ہے
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

یہ غزل کی آبرو ہے اور قصیدے کا بدن
ہر طرف آباد ہے اس میں رباعی کا چمن
جاں ادب ہے دل ادب ہے زندگی اسکی ادب
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

موم جیسا دل ہے اسکا اور غصہ بیشمار
اہل خانہ کے لئے ہے ہر گھڑی یہ بیقرار
بھائی بہنوں پر ہے شفقت باپ جیسی بے حساب
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

یہ مقرر ہے غضب کا اور ناظم لاجواب
اور پھر اسکی کتابیں خوبصورت ہے حساب
خون میں تخلیق اسکے گردشیں کرتی ہوئی
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

کچھ ادارے زندگی کا اسکی حصہ ہو گئے
طفل مکتب جو بھی آئے وہ اسی میں کھو گئے
جاں ہتھیلی پر لئے رہتا ہے اپنی یہ مدام
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

شاعرانہ زندگی ہے شاعری اسکا مزاج
گفتگو بھی ہے ادب میں اور سب رسم و رواج
بات کرنا بھی بحر میں بن گیا اسکا شعار
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

سر زمیں کرناٹکا کا یہ چہیتا لال ہے
یہ مثالِ آئینہ ٹوٹا مگر بے بال ہے
درد و غم رنج و الم دل میں سبھی مہمان ہیں
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

حافظ اسکا ہے تخلص شعر کے میدان میں
ہر گھڑی رہتا ہے اپنی آن بان اور شان میں
دل بچھا دے شاذ رمزی راہ میں اس یار کی
گوہر نایاب ہے یہ ڈاکٹر امجد حسین

حامد اکمل-گلبرگہ

ادب میں رنگ بھرنا ہی تو چاہت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

ادب کی سر زمیں گلبرگہ کا لخت جگر ہے یہ
یہ منشی شیخ احمد کا عجب نور نظر ہے یہ
الگ ہے سب ادیبوں سے شباہت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

علی ہاشم کا یہ شاگرد وہ استاد ہیں اسکے
ارادے اسکے پختہ حوصلے شمشاد ہیں اسکے
بڑی مشہور ہے ادبی سخاوت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

کوئی چالیس برسوں سے ادب کو خوں پلایا ہے
کئی شاگرد ہیں اسکے جنہیں شاعر بنایا ہے
ادب کے گل کھلانا ہی تو عادت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

کہیں غزلیں کہیں حمدیں کہیں نظمیں روانی میں
بزرگی مل گئی تھی با خدا اسکو جوانی میں
ہے حمد و نعت کی رب سے تجارت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

رباعی منقبت قطعات کا جوش جنوں اس میں
ادب کا یہ سپاہی ہے ادب کا اک ستوں اس میں
ہر اک صنف سخن پر ہے عنایت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

لکھی تشبیہ اسنے اور لکھا شعر و ادب اسنے
لکھی ہاشم شناسی بھی یقیناً کیا غضب اسنے
مضامیں اور افسانے ہیں فطرت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

کہیں پر انجمن دیکھی کہیں پر زاویئے دیکھے
جلائی شمع محنت کی کہیں ایقان کے جھونکے
عجب سی شاذ دیکھی ہے صحافت حامد اکمل کی
بصیرت اسکو سمجھو یا بصارت حامد اکمل کی

حلیم رانا- جھانسی

ہر ایک پودا ادب کا ان میں سخن سبھی ہے نیا پرانا
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمالِ فن ہیں حلیم رانا

کھلی ہیں آنکھیں جہاں پہ انکی ادب نوازوں کا شہر جھانسی
مشاعروں کا عجیب منظر نئی کتابوں کا شہر جھانسی
یہیں پہ دنیا میں آ گئے تھے پڑیگا اک دن یہیں سے جانا
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمالِ فن ہیں حلیم رانا

اساتذہ کا رہا یہ مرکز ادب کے گوہر کئی ہوئے ہیں
ادیب ڈھونڈا جو ایک ہم نے ہزار ہم کو ملے ہوئے ہیں
اساتذہ میں ہیں ایک ساقی انہیں کو استاد اپنا مانا
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمال فن ہیں حلیم رانا

یہ چھوٹی چھوٹی سی گاڑیوں کے بڑے مکینک بنے ہوئے ہیں
کمال فطرت کمال محنت کمال بنکر کھڑے ہوئے ہیں
کرم خدا کا ہوا ہے ان پر ٹرانسپوٹر کہے زمانہ
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمال فن ہیں حلیم رانا

مشاعروں میں ہے نام انکا مشاعروں کی بنے ہیں زینت
بحور پر ہے عبور انکو عبور پر ہے بلا کی قدرت
یہ عیب ہر دم نظر میں رکھتے یہ حسن کا جیسے کارخانہ
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمالِ فن ہیں حلیم رانا

یہ انجمن تو ہیں ویسے خود ہی مگر ادب کے بھی پارسا ہیں
ادب برائے ادب نہیں ہے یہ خود فروغ ادب فدا ہیں
ادب کی محفل ہے جان انکی ادیب جیسے ہیں جانِ جانا
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمال فن ہیں حلیم رانا

کہی ہیں غزلیں لکھی ہیں نظمیں جگہ جگہ پر جمال انکا
یہ گیت لکھتے یہ دوہے لکھتے ادب سے ظاہر کمال انکا
لہو لہو سا سفر ہے پھر بھی بنے ہیں خود کا خودی نشانہ
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمال فن ہیں حلیم رانا

بڑوں کی عزت نظر میں شفقت جگر میں الفت عزیز سب کے
نہیں ہے کوئی بھی خوف انکو کہاں ڈرے ہیں سوائے رب کے
دعا ہے رب سے اے شاذ رمزی رکھے ہمیشہ انہیں توانا
دلوں میں گھر ہے نظر میں ہستی کمال فن ہیں حلیم رانا

حمیدسہروردی-گلبرگہ

کوئی مجھے ملا نہیں مری نظر کو بھائے جو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

یہ ہیں دکن کی آبرو وطن کو ان پہ ناز ہے
ادب کے سُر میں جیتے ہیں ادب ہی انکا ساز ہے
تمہیں اگر یقیں نہ ہو تو آزما کے دیکھ لو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

یہ درس سے جڑے رہے یقین میں بڑے رہے
ادب کی راہ میں بس ایک پیر سے کھڑے رہے
پکار یہ مری نہیں ہے کل جہان کی ہے سنو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

یہ نثر کے امین ہیں یہ خود میں اک زمین ہیں
جدید فکر کے ادب میں جیسے اک مکین ہیں
یہ ریت ریت لفظ بھی کوئی ذرا سجائے تو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

یہ شاعری بھی کرتے ہیں تو نثر میں کمال ہے
یہ نظمیں خوب کہتے ہیں کہانیوں کا جال ہے
یہی ندی کی شان ہے کہ اسکے ہیں کنارے دو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

یہ ہند و پاک دونوں میں بڑا مقام رکھتے ہیں
رسالوں کی یہ جان ہیں کتابوں میں یہ چھپتے ہیں
ہر اک ادیب چاہے یہ کہ ایسا میرا نام ہو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

کئی کہانیوں کے تو ہیں ترجمے بھی ہو چکے
مراٹھی ہندی رومنی کئی زباں میں یہ دکھے
یہ ہند کی زبان ہیں سہی زباں میں یہ کہو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

اساتذہ میں نام ہے ادب میں وہ مقام ہے
خیال سجدے کرتا ہے قلم بنا غلام ہے
سجن میں انکی اتباع شاذ تم کیا کرو
ادب سلام کرتا ہے حمیدسہروردی کو

حنیف عاشق - راجستھان

ذہنی غذا کتابیں ہیں شاعر غضب کا ہے
اردو سے اسکو پیار ہے عاشق ادب کا ہے
چتّوڑ گڑھ کی سر زمیں کا نو نہال ہے
کل شاعری کی عمر ابھی بارہ سال ہے
استاد ہیں کتابیں کتابوں سے سیکھا ہے
اسلوب منفرد ہے تو لہجہ بھی میٹھا ہے
شاگردوں میں عزیز معلم کمال ہے
حسنِ خلوص آپ ہی اپنی مثال ہے
نظمیں غضب کی کہتا ہے کہتا ہے یہ غزل
بھی اس پاس کہاں اسکا ہے بدل
قطعات حمد نعت قصیدہ بھی یہ کہے
ہر صنفِ شاعری کے الگ رنگ ہیں دکھے
حسب ضرورت اس میں ہے فنّ عروض بھی
اسکی الگ ہے راہ الگ اسکی شاعری
اک مجموعہ کلام بھی تیار کر لیا
انعام اتنے پائے کہ دامن کو بھر لیا

راجکمار انجم - جھانسی

سخن شناس غضب کے ادب کے ہیں ہمدم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

یہ جھانسی شہر ادیبوں کی سر زمیں ٹھہری
اسی زمین پہ آخر کو آنکھ ہے کھولی
یہاں فضاؤں میں دن رات بجتی ہے سرگم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

اساتذہ کی بھی شفقت انہیں ملی اچھی
ملے ہیں دو انہیں استاد بات ہے سچی
کرم سے انکے ہی شعروں میں اتنا ہے دم خم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

بشیر بدر ہیں پہلے تو دوسرے کشفی
اساس انکی محبت نے ہی نئی رکّھی
ہر ایک سانس میں چلتا ہے اب ادب پیہم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

وطن کی خوب کی خدمت کبھی یہ تھے افسر
نفیس لہجے کی برسات ہوتی تھی دل پر
زباں کے خوب ہیں ماہر زباں پہ ہے شبنم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

غزل پہ گیت پہ نظموں پہ ہے عبور انکو
قصیدہ نعت کا حمدوں کا ہے شعور انکو
کویتا چھند میں دوہے میں رہتے ہیں گم صم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

"محبتوں کے یہ موسم" خرید لائے ہیں
یہ "میرے گیت مرے آنسو" بن کے چھائے ہیں
ہیں "غزل کے آنسو" گرائے ہیں چھم چھما چھم چھم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

ہمیشہ "ماں مری ماں" کی صدا یہ رکھتے ہیں
اٹھارہ اپنی کتابیں جما یہ رکھتے ہیں
وجود شاذ بڑا ہے مگر لکھا کچھ کم
یہی ہیں راجکمارِ سخن ادب کے ہیں انجم

راجیندر ناتھ رہبر-پنجاب

زندگی انکی ادب یہ ہیں ادب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

صوبہ ہے پنجاب ضلع انکا گرو داسا پور
علم حکمت کے یہیں سے تو سبھی سیکھے گُر
خاندانی ہیں بڑے خوب نسب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

انکے استاد ہیں دل شاہجہاں پور والے
کچھ رتن جی سے بھی سیکھے ہیں ادب کے نالے
کام کے بھی ہیں نہیں یہ ہیں لقب کے رہبر
زندگی انکی ادب یہ ہیں ادب کے رہبر

پیشہ انکا ہے وکالت یہ عدالت والے
وہ دلیلیں ہیں کھلیں بند دماغی تالے
حق بیانی ہے حقیقت کی طلب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

گیت لکھے ہیں رباعی بھی لکھی ہیں اکثر
نظمیں لکھی ہیں غزل چھائی ہے انکے دل پر
جتنی اصناف ادب میں ہیں یہ سب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

اپنے پنجاب کا حصہ بھی لکھا خوب لکھا
ملک سے پیار بھی شعروں میں دکھا خوب دکھا
درد دل میں ہے کہیں پر ہیں مطب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

اپنے صوبے سے کئ بار لئے ہیں انعام
اب ادب کے ہی لئے ہوتا ہے انکا ہر کام
کیوں نہ کہدوں میں حسب اورنسب کے رہبر
زندگی انکی ادب یہ ہیں ادب کے رہبر

انکی غزلوں سے گلوکار چمک پاتے ہیں
پھر سمٹ کر اسی آغوش میں گل آتے ہیں
شاذ رمزی یہ زباں اور ہیں لب کے رہبر
منفرد انکی زباں یہ ہیں غضب کے رہبر

رام بابو رستوگی-رائے بریلی

ہوش کے دیوانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

چھوٹے چھوٹے پیروں سے خوب چلنا سیکھا ہے
اس زمیں نے اردو کا وہ زمانہ دیکھا ہے
توتلی زباں لیکر جب یہ بولا کرتی تھی
محلوں میں نوابوں کے روز کھیلا کرتی تھی
لکھنوی ترانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

لکھنؤ کی دھرتی پر انکا آنا جانا ہے
لکھنؤ کے ہم سایہ شہر میں ٹھکانا ہے
شہر ہے بریلی وہ جس میں آپ رہتے ہیں
اس زمیں کے بچے بھی خوب شعر کہتے ہیں
خود کے خود نشانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

پرتاپ گڑھ کی دھرتی سے ناز صاحب آتے ہیں
منفرد وجود انکا نور بن کے چھاتے ہیں
ہے انہیں کے چیلوں میں منفرد مقام انکا
یہ گرو سمجھتے ہیں با خدا پتا جیسا
فرض سے پرانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

دسترس یہ رکھتے ہیں مختلف سی بحروں پر
پیار یہ لٹاتے ہیں اپنے اور غیروں پر
اردو اور ہندی میں اک عبور حاصل ہے
دور ان سے رہتا ہے وہ جو شخص جاہل ہے
فن کے آشیانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

گیت میں کمال ان کو یہ غزل کے شیدہ ہیں
نظم خوب کہتے ہیں نظم کا ذخیرہ ہیں
کیا کویتا کہتے ہیں کاویہ میں نہیں ثانی
اس طرح کے دوہے ہیں جیسے بہتا ہو پانی
شاذ خود زمانے ہیں رام بابو رستوگی
علم کے خزانے ہیں رام بابو رستوگی

رفیق راز- جموکشمیر

یکتا ہے اپنی ذات میں اپنی مثال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

باغات اس کا قصبہ ضلع ہے سری نگر
من سے کبھی نہ اس نے کہیں کی اگر مگر
یہ حسن ہے ادب کا ادب کا کمال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

کشمیر کی زباں میں غضب اس کی شاعری
کشمیریت کی تینوں کتابوں میں ہے خودی
رکھ دے جو انگلی یہاں کس کی مجال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

یہ ریڈیو کی شان ملازم غضب ہوا
بس ورقی میڈیا کا فلک اس نے ہے چھوا
اس کا ادب میں کام بہت لا زوال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

اردو زباں میں تین دئے شعری مجموعے
نقاد بھی غضب ہے مضامین بھی لکھے
کشمیریت سے اردو کا کرتا وصال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

افسانے لکھ دئے ہیں کہانی لکھی ہیں خوب
تنقید کی کمال نشانی لکھی ہیں خوب
اے شاذ یہ ادب کا انوکھا سا جال ہے
آخر رفیق راز بھی شاعر کمال ہے

رفیق سوداگر- کرناٹک

یہ پھل آتے ہی پیڑوں سا جھکا ہے کس کا سر
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

پڑھا لکھا گھرانہ جب ملے وراثت میں
زباں اس کی کھلے اردو قیادت میں
سمجھتا ہو سدا انسانیت کو مال و زر
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

مسیحائی تجارت کی ردا میں لپٹی ہے
دعا بھی دیکھو تعویذ بن کر بکتی ہے
کھلا ہے بے کسوں کے واسطے یہ کس کا در
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

ملی فرصت تو لفظوں کی مہک بکھری
مچل کر پھر سخن بولا کہ اب گری بجلی
اچانک ہی سجاتا کون ہے ادب کا گھر
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

وسیلہ جب قلم بن جائے خود مسرت کا
تو پھر کیوں نہ کھلے ہر ایک در محبت کا
مگر جذبات ہیں کس کے بتا لہو میں تر
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

نظر ٹکرا نہیں سکتی جہاں نظاروں سے
سخنور بات کرتا ہے وہاں اشاروں سے
یہ چن چن کر رکھے کس نے حیات کے پتھر
تڑپ کر ذہن یہ بولا رفیق سوداگر

□□□

رؤف صادق-ممبئی

ادب کا خادم یہ کہتے خود کو ادب محافظ میں مانتا ہوں
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

سمندروں سی خموشی انکی ذرا سا لہجہ تبسمی ہے
جو خلق اب تک کیا انہوں نے جگہ جگہ پر مصوری ہے
کہیں مصور کہیں یہ شاعر کہیں پہ مضمون لکھ رہے ہیں
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

عجب معمہ ہے ذات انکی کہ بند جیسے کتاب کوئی
دماغ ہر دم سفر میں رہتا زبان و آنکھیں ہیں سوئی سوئی
جو کچھ ہے دل میں وہ صرف دل میں زباں پہ انکو بلا کا قابو
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

الگ طرح کے ہیں یہ مسافر الگ ہے رستہ الگ ہے منزل
پہاڑ جیسے ارادے انکے تو خواہشوں کا مزار ہے دل
ادب نوازوں سے دوستی ہے کتابیں ذہنی غذا ہے انکی
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

ہر اک بشر کا ہے درد دل میں ہر اک بشر کی انہیں خبر ہے
قلم خود انکا بتا رہا ہے کہ حال و ماضی پہ جو نظر ہے
ذرا سا جملہ بڑا سا مقصد عجب سلیقہ ہے گفتگو میں
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

اشارے ان میں کنائے ان میں علامتوں کا زخیرہ ان میں
یہ شب میں سورج نکال دیں گے دکھائیں گے یہ ستارے دن میں
تخیل انکا پرندے جیسا جو سرحدوں سے بندھا نہیں ہے
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

چبا چبا کر یہ لفظ اپنے لہو سخن کا نچوڑ دیں گے
غزل جو سیدھی ڈگر چلی تو یہ راہ اسکی بھی موڑ دیں گے
خیال ایسا ہے شاعری میں جو اپنا لگتا ہے ہر بشر کو
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

رؤف صادق نے فن کی دلہن سجا کے گھر میں بٹھا رکھی ہے
ادب کا کاجل غزل کی لالی سخن کی مہندی لگا رکھی ہے
یہی کہا ہے یہی کہے گا اے شاذ رمزی قلم یہ میرا
رؤف صادق سے میں ملا ہوں رؤف صادق کو جانتا ہوں

رونق مصور۔شاہجہاں پور

لٹائے جہاں میں ادب کے اجالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

ضلع شاہ جہاں پور ادب کا چمن ہے
یہیں آنکھیں کھولیں یہ انکا وطن ہے
کیا خود کو جیسے ادب کے حوالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

ہیں استاد محشر جو پہلے ہوئے ہیں
ربابِ رشیدی بھی دوجے ہوئے ہیں
کھلائے انہوں نے ادب کے نوالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

عروضی غضب کے یہ شاعر غضب کے
یہ استاد ہو کے بھی خادم ادب کے
مساجد ادب ہیں ادب ہیں شوالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے
غزل نظم حمدیں مناجات لکھتے

رباعی قصیدے میں ہر بات لکھتے
ادب کے سمندر سے گوہر نکالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

لکھی مقبت ہے سلام اور ثلاثی
مگر اب بھی جاری غزل کی تلاشی
ادب کا سفر اور یہ پیروں کے چھالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

کوئی ساٹھ برسوں سے خادم بنے ہیں
کہانی لکھی ہیں فسانے لکھے ہیں
تلمذ میں ان کے بڑے ہی حوالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

کئی مجموعے خلق اب تک کئے ہیں
یہ نایاب گوہر ادب کو دیئے ہیں
بہت شاذ آنکھوں میں الفت کے جالے
ہیں رونق مصور بڑی شان والے

□□□

ریاض ساغر-کھتولی

ادب پہ انگلی رکھی ہے ایسی جگہ نہ چھوڑی کہیں ذرا سی
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

کھتولی کے ہیں یہ رہنے والے ضلع مظفر نگر ہے انکا
ہے شاعری میں عبور حاصل مثالی دست ہنر ہے انکا
سخن ہے جیسے وجود انکا سخنوری میں کمال حاصل
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

ملے ہیں دو دو اساتذہ بھی ملی ہے شفقت انہیں بلا کی
ادب کی راہوں پہ چلنا انکو سکھا گئے ہیں حضور فانی
مگر یہ چشتی کا ہی کرم ہے جو منفرد یہ بنے ہوئے ہیں
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

چمن سراجی کے یہ شجر ہیں ادب کے دریا کے یہ گہر ہیں
وجود اپنا خود ہی سنوارا خود ہی ہیں سایہ خود ہی شجر ہیں
وہ کمسنی کی ہیں کڑوی یادیں مہر یتیمی کی لگ گئی تھی
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

کہیں غزل ہے کہیں کویتا کہیں پہ نعتیں یہ کہہ رہے ہیں
کہیں رباعی کہیں پہ دوہے سخن کے دریا سے بہہ رہے ہیں
قدم قدم پر نفس نفس میں ادب کی محفل سجا رکھی ہے
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

عجب نظامت غضب کے ناظم زباں میں بیحد ہی پختگی ہے
زباں کے ماہر جوابِ حاضر یہی شبیہ بنی ہوئی ہے
قلم پہ قدرت بلا کی انکو ہزار جیسے دماغ ان کے
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

بڑی محبت وطن سے ان کو یہی اساسہ ہے شاعری کا
حسد کسی کو بھلا کیا دے گا یہ اک تماشا ہے زندگی کا
وطن میں ہم سب ہیں بھائی جیسے یہی تو کہتے ہیں شاعری میں
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

یہ دور حاضر کے ایسے شاعر جو ان کا باطن وہی ہے ظاہر
ضعیف انکو دعائیں دیتے جوان ان کو سمجھتے طاہر
ہے شاذ رمزی کرم خدا کا ملی جو شفقت تجھے بھی انکی
ادب کی سرگم ریاض ساغر کمال ان کی سخن شناسی

زاہد دانش-بدایوں

خود شفاء ہے خود مطب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ

ہیں ولی اللہ کے یوں تو نظارے ہند میں
شہر ولیوں کا جسے کہتے ہیں سارے ہند میں
اس بدایوں کا نسب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ

نور کا سایہ ہے سر پر نور کی برسات ہے
نور کے نغمے ذہن میں نور کی بارات ہے
نور سے معمور سب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

نور صاحب کے بہت شاگرد ہیں چاروں طرف
یہ بریلی اور بدایوں ایک سے دونوں طرف
عمدہ جو شاگرد اب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

شاعری ہے جان اسکی ماہر فنّ عروض
ہیں کئیٔ شاگرد اسکے اور سب پڑھتے عروض
شخص بھی بیحد غضب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

خدمت اقوام سے بھی خوب ملتا ہے سکوں
خلق کی خدمت ہی جیسے بن گئیٔ اسکا جنوں
ملک کا غم خوار اب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

یہ غزل نظمیں بھی کہتا اور قصیدہ نعت بھی
منقبت حمدیں بھی کہتا اور قطعہ ساتھ بھی
شاعری اسکی غضب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

یہ ادب کی محفلوں کی جان اپنے شہر میں
با خدا اردو ادب کی شان اپنے شہر میں
شاذ اس پر نظر رب ہے ڈاکٹر دانش ہے یہ
خود مریض با ادب بے ڈاکٹر دانش ہے یہ

زاہد کونچوی - جھانسی

یہ چراغ علم و فن ہے خود لٹاتا روشنی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

ہے ضلع جالون اسکا اور قصبہ کونچ ہے
یہ یہیں پیدا ہوا ہے منفرد سی سوچ ہے
بس یہیں تعلیم پائیٔ اور یہیں سے آگہی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

لے گئیٔ روزی اٹھا کر اسکو جھانسی شہر میں
یہ ملازم ریل میں تھا نوکری کی شہر میں
کر دی ہے اسنے حوالے اب ادب کے زندگی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

کانپور سے آتے ہیں استاد یہ ناداں نصیر
علم و فن انکا غضب ہے آپ ہیں اپنی نظیر
انکے قدموں میں نچھاور اسنے کر دی ہر خوشی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

غالباً چالیس برسوں سے ادب کا ہے مرید
اب ادب دیوالی اسکی اب ادب ہے اسکی عید
اچھے شعروں سے بدن میں اسکے آئے تازگی
وہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

یہ ادیب ایسا نہیں ہے جیسا باہر دکھ رہا
گیت غزلیں دوہے نظمیں یہ رباعی لکھ رہا
نعت اور حمد و قصیدہ کی بناتا چاشنی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

لفظوں کی خوشبو لٹائی کر دیا ہے بے قرار
علم و فن کے نور کا سورج کریگا انتظار
رنگ ہے ایسا رباعی کا کہ جیسے چاندنی
وہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

دوست ہے پیارا بہت یہ شاذ کی تو جان ہے
دوستی کے نام پر اسکا بھی دل قربان ہے
نرم ہے لہجہ بہت دل میں ہے اسکے عاجزی
یہ ادب کا پاسواں ہے نام زاہد کونچوی

ساگرتر پاٹھی-ممبئی

ش۔ شربتی لہجہ ہے اس کا یہ سراپا پیار ہے
آپ سورج ہوں تو ہوں یہ موم کی تلوار ہے
ا۔ انجمن ہے یہ ادب کی خود ہی اپنی ذات میں
کارواں شعر و سخن کا ہر گھڑی ہے ساتھ میں
ع۔ عشق میں تخلیق کے کچھ اس طرح غرقاب ہے
جس طرح تالاب میں کھلتا کنول شاداب ہے
ر۔ رنگ اس کی شاعری کا مختلف رنگوں میں ہے
اِک سپاہی ہے مگر یہ چار چھ جنگوں میں ہے
و۔ وہ زمین داری کا رتبہ آج تک وہ ہی سرور
ذرہ بھر پھر بھی نہیں ہے نام کو اس میں غرور
ک- کرتا ہے دو ناؤ پر دیکھو سواری شان سے
وہ غزل ہو یا کویتا جو کہے جی جان سے
و- وار کرنا دوستی میں اس نے سیکھا ہی نہیں
جس سے نظریں پھیر لیں پھر لوٹ کر دیکھا نہیں
ی۔ یاس و مایوسی کے لفظوں کو اٹھا کر رکھ دیا
آرزوں امید حسرت کو مٹا کر رکھ دیا
ج۔ جب پڑی مشکل کہا ہے یا علی مشکل کشا

کربلا والوں کے صدقے میں ہوا ہر غم جدا

ن۔ ناظمِ اعلیٰ ہے یہ اس کی نظامت با کمال
شعر پڑھتا ہے غضب کے با ضرورت حسبِ حال

ا۔ اس طرح رہتا ہے واقف اپنی مٹی دھول سے
کون سی حرکت کہاں ہوتی ہے کانٹے پھول سے

ب۔ بات میں جادو ہے اس کی منفرد اس کا وجود
گیت دوہے چھند اس کے سامنے سجدہ سجود

ر۔ رام سے پرتاپ لے کر اس نے چھانی ادبی خاک
سائباں رحمت کا اس پر لکھ رہا ہے نعت پاک

ا۔ انفرادی اس کا لہجہ ماہر شعر و سخن
استعارے کا یہ سورج اور کنایہ کی کرن

م۔ مست اپنی دھن میں ہے حقانیت سے چور ہے
بغض و کینہ کی غلاظت سے ہمیشہ دور ہے

س۔ سرزمین سلطان پور کا یہ چہیتا لال ہے
آئینہ بن کر یہ ٹوٹا ہے مگر بے بال ہے

ا۔ اس کی فطرت میں وفا اجداد کے خوں کا اثر
حق بیانی ہر جگہ ہے اور ہے خوف و خطر

گ۔ گردشِ حالات سے اس وقت ابھرا ڈوب کر
نور ہی آنکھوں کا جیسے لے گیا نورِ نظر

ر۔ ریشمی دھاگے کے جیسا ہے تکلم کیا کہوں
کیوں نہ ایسی دوستی پہ جان ہنس کے وار دوں

ت۔ تاجروں میں نام کل تھا آج بھی اعلیٰ مقام
اب عبادت اور پوجا شاعری ہے چاروں دھام

ر۔ روز ہی شعر و سخن کی محفلیں آباد ہیں
عزم کا پکا ہے یہ اور حوصلے شمشاد ہیں

ا۔ اس کا تخلیقی عمل ہے بے حساب و لاجواب
ایک درجن لکھ چکا ہے آج تک اپنی کتاب

ٹھ۔ ٹھہرنا کہتے کسے ہیں یہ کہاں معلوم ہے
درد ساری قوم کا ہے اس لئے مغموم ہے

ی۔ یاد ماں کی اس کے سینے میں بسی ہے ہر گھڑی
کل جہاں میں ماں کے شعروں سے ملی شہرت بڑی

ص۔ صاحب خانہ مزاجاً باعثِ تسکین ہے
اس کے گھر پر ادنیٰ شاعر مانو صدرِ چین ہے

ا۔ اس طرح کا دوسرا شاعر کہاں ہے شہر میں
مسجد میں چھپا ہے جا کے دہر میں

ح۔ حسن جس کی شاعری میں یہ اسی کا ہے مرید
اچھا شعر اس کی دیوالی اور شاعر اس کی عید

ب۔ بات اس ساگر کی ہے جس نے پڑھے ہیں پاٹھ تین
شاذ رمزی دیکھ تو انعام ربّ العالمین

سالم شجاع انصاری - فیروز آباد

سخن کا مولوی ہے یہ ادب کا خوب عالم ہے
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

ضلع فیروزآباد اسکا تو صوبہ اسکا یوپی ہے
ادب کی بانگی اسنے یہیں پر روز سیکھی ہے
ادب نس نس میں بہتا ہے ادب کی بیخودی اس میں
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

یہیں استاد شاعر ہیں تخلص خار رکھتے ہیں
یہ جو شاگرد رکھتے ہیں بہت ہشیار رکھتے ہیں
ادب کا اک سپاہی ہے انہیں کا جانشیں ہے یہ
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

معلم یہ غضب کا ہے بہت شاگرد ہیں اسکے
بڑی تعلیم اعلیٰ ہے سبھی ہمدرد ہیں اسکے
ادب کا وہ مسافر ہے تھکن جسکو نہیں ہوتی

ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے
غزل نظمیں رباعی اور دوہا لکھ دیا اسنے
ثلاثی منقبت طنز و مزاحی سب لکھا اسنے
کبھی قطعات کہتا ہے سلام و مرثیہ لکھتا
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

کبھی نعتیں کبھی حمدیں کویتا خوب لکھتا ہے
بظاہر ہے نہیں ویسا کہ جیسا سب کو دکھتا ہے
بحر سے بات کرتا ہے عروضی فن کا ہے ماہر
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

یہ ابّا فیس بک کا بن کے ابھرا ہے زمانے میں
کبھی آواز خاموشی کی بھرتا ہے ترانے میں
کہیں دیوانِ سالم ہے غبار فکر میں اسکی
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

جہاں ہے بانس کا جنگل وہاں سگنیچر اسکے ہیں
کئی انعام پائے ہیں ادب میں خوب چرچے ہیں
مصور یہ غضب کا ہے ذرا تم شاذ دیکھو تو
ادب میں نام ہے اسکا تخلص اسکا سالم ہے

سراج احمد سراج - ایم پی

ایک ہی آواز ہے اہلِ سخن کی دیکھو آج
پھول ہے شاخ ادب کا یہ سراج احمد سراج
ایم پی صوبہ ہے اس کا اور ضلع اجّین ہے
یہ ادب اس کا سکوں ہے اور ادب ہی چین ہے
اس لئے رکھتا ہے اس کو اپنی آنکھوں پر سماج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
معتبر استاد ہیں بشیر احمد آرزو
یہ انہیں کے سامنے اکثر رہا ہے سر نگوں
اور یہ اب تک سمجھتا ہے انہیں کو سر کا تاج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
پیشہ ہے اس کا وکالت معتبر ہے یہ وکیل
زاویہ اس کا الگ ہے اور جدا اس کی دلیل
اپنی شرطوں پر کیا کرتا ہے اپنا کاج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
منفرد انداز اس کا منفرد آواز ہے
ممبرِ شعر و سخن کا یہ بڑا دم ساز ہے

شاعری میں اس کی اپنے بس سبھی رسم و رواج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
ساٹھ سے اوپر ہوا ہے زندگی کا یہ سفر
پھر حدیثِ دل میں دکھلائے ادب کے سب ہنر
مختلف سی شاعری ہے مختلف اس کا مزاج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
مجموعہ قطعات کا اب ہے حوالے دھاگوں کے
آسمان کتنے بنائے اس نے اپنی یادوں کے
البم اس نے بنا کر دے دیا اپنا خراج
پھول ہے شاخِ ادب کا یہ سراج احمد سراج
گیت ، غزلیں ، حمد ، نظمیں اور لکھے قطعات بھی
کارواں پورا ادب کا لے کے چلتا ساتھ بھی
شاذ اس نے کر لیا ہے شاعری پر اپنا راج
پھول ہے شاخ ادب کا یہ سراج احمد سراج

سراج تنویر- جھانسی

سبق ہے میرا ادب کی دولت ادب اساسہ سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

وطن سے اکبر پوری کہوں میں ضلع جو انکا وہ کانپور ہے
یہیں پہ دنیا میں آنکھیں کھولیں یہیں سے سیکھا ہر ایک گر ہے
ادب نوازوں میں یہ پلے ہیں ادب کا حلقہ سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

ادب کے ماہر غضب عروضی قتیل جیسے ملے ہیں استاد
قتیل باندہ کے رہنے والے سمجھتے انکو تو جیسے اولاد
یہ جانشین قتیل صاحب ادب سراپا سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

یہ منتقل پھر ہوئے وہاں سے یہ شہر جھانسی میں آ گئے ہیں
غضب کے استاد شہر بھر میں تمام ذہنوں پہ چھا گئے ہیں
ہے منفرد سا مزاج انکا ادب کا جلوہ سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

یہ نعت لکھتے یہ حمد لکھتے ہزار دل سے سلام لکھتے
غلام کو نا کہیں گے آقا ہے جسکا جیسا مقام لکھتے
ہو صنف کوئی سبھی پہ قبضہ سبھی کا چشمہ سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

غزل رباعی لکھے ہیں دوہے یہ ہائکو کے بنے ہیں ماہر
ہے ماہیوں پر عبور حاصل یہ گیت نظموں کے جیسے ساحر
کمال آزاد نظمیں انکی ادب کا جامہ سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

عروض انکو ہوا ہے ازبر عروض کے یہ بڑے کھلاڑی
یہ حسن و عیبوں کے پارکھی ہیں بساط پر یہ بنے کھلاڑی
زبان میٹھی بیان سچا ادب کا پایا سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

بحور ایسی اٹھا کے لاتے تمام شاعر ہیں سر کھپاتے
تمام مشکل بحور اپنے اشاروں پر ہیں یہ خود نچاتے
قلم اٹھایا ہے شاذ رمزی تو لکھ سراپا سراج تنویر
یہ ہیں ادب کا چراغ روشن یہی اجالا سراج تنویر

سید ریاض رحیم۔ ممبئی

مجھکو ادب کی ذات میں پنہا ادب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

کرناٹکا ہے صوبہ ضلع اس کا دھارواڑ
اردو ادب کے اسنے یہیں کھولے ہیں کواڑ
آخر کو ممبئی میں ہی پختہ ادب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

تعلیم ممبئی میں ہی انجام پائی ہے
ٹیچر یہیں بنا ہے یہ پیشہ پڑھائی ہے
صوفی کے خانوادے سے حسب و نسب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

استاد ہے زمانہ کتابوں سے سیکھا ہے
ماحول سے سیکھا ہے نصابوں سے سیکھا ہے
اپنی ضرورتوں کا کتابوں سے سب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

مشکل ترین صنفیں بھی آساں بنائی ہیں
سب منفرد ردیفیں بھی اسنے نبھائی ہیں
ہر ایک قافیے کا سلیقہ غضب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

غزلیں کہی ہیں نظمیں کہیں گیت بھی لکھے
دوہے کا زاویہ نیا اسکے یہاں ملے
اک شعر بھی کہیں نہ کوئی بے سبب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

پورا عبور خاکوں پر اسنے جما لیا
مضمون جس پہ لکھّا تو اپنا بنا لیا
تخلیق کا پتہ تو مجھے اسکی اب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

دوہا تو اسنے سیکھا ہے جیسے کبیر سے
غزلیں ولی سے میر سے سیکھیں نظیر سے
اے شاذ فن ادب کا اسے کیسے کب ملا
سید ریاض سا کوئی فنکار جب ملا

سیف سحری - دہلی

ادب کی آندھی ہے ان کے اندر مگر بظاہر تو یہ پوَن ہیں
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

ادب ہے انکے لہو میں شامل کہ ماں و نانی بھی شاعرہ تھیں
بڑے جو بھائی تھے وہ بھی شاعر نگاہیں انکی مشاہدہ تھیں
ادب نوازوں میں نام انکا اساتذہ میں مقام انکا
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

کنور مہندر کے جانشیں ہیں یہ اپنے پیروں کی خود زمیں ہیں
مزاج میں ہے غضب کی نرمی تکبری تو ذرا نہیں ہیں
سلیس و سادہ زبان انکی بلندیوں پر اڑان انکی
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

یہ ہیں جڑودہ کے رہنے والے یہ میرٹھی ہیں مجھے پتہ ہے
فضا میں دہلی کی سر زمیں پر بھی نام انکا لکھا ہوا ہے
بنا توازن ہے دو وطن کا یہ دو وطن کے مقام والے
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

کچھ ایسا قسمت نے دن دکھایا پہاڑ جیسا بھی غم اٹھایا
نہیں اٹھانا تھا وہ اٹھایا جنازہ بیٹے کا خود اٹھایا
لڑی ہے اب تک ہی جنگ خود سے سپاہی بن کر ڈٹے ہوئے ہیں
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

عجب یہ قسمت نے گل کھلائے کہ پوتی پوتوں کے غم اٹھائے
وہ غم اٹھایا ہے زندگی میں پہاڑ کو بھی پسینہ آئے
غموں سے اپنے گھرے ہوئے ہیں خدا کے شاکر بنے ہوئے ہیں
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

ضمیر کی ہر صدا سنی ہے کبھی نہ گردن کہیں جھکی ہے
امیر کا در کبھی نہ چوما ہاں مفلسی سے بنی رہی ہے
بنا ہوا ہے مزاج ایسا وقار اپنا کبھی نہ کھویا
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

زباں حفاظت کرے ہے انکی بنے محافظ ہیں یہ زباں کے
مخالفوں میں بھی انکے چرچے کہیں زباں کے کہیں بیاں کے
یہ شاذ رمزی بھی معتقد ہے بڑا سلیقہ ہے گفتگو میں
یہ سیف سحری کی شخصیت ہے یہ سیف سحری کمال فن ہیں

سید شاہ حسین نہری - اورنگ آباد

یہ شخصیت کمال یقیناً ہیں واہ واہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

اورنگ آباد انکا دکن میں شمار ہے
یہ ہے مراٹھواڑہ یہیں سے تو پیار ہے
دشمن بھی انکو دیکھ کے بھرتے ہیں سرد آہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

استاد ہیں کتابیں کوئی دوسرا نہیں
ایسا ذہین ہم کو ابھی تک ملا نہیں
علم و ہنر کی آج بھی باقی ہے ان میں چاہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

تعلیم انکی اعلیٰ معلم غضب کے ہیں
لگ بھگ پچاس سال سے خادم ادب کے ہیں
جاہل تو انکے نام سے مانگیں سدا پناہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

لکھّی غزل رباعی لکھا مرثیہ سلام
پھر نعت حمد نظمیں کریں رات دن کلام
خود کو ادب کی چاہ میں یہ کر چکے تباہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

انشائیے لکھے ہیں مضامین بھی لکھے
نقاد ہیں غضب کے یہ تنقید بھی دکھے
بچوں پہ خوب لکھتے ہیں واللہ واہ واہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

پھر گلبدن کی یاد میں لکھّے کئی کلام
شب میں یہ آفتاب دکھاتے رہے مدام
کاغذ لہو سے اپنے یہ کرتے رہے سیاہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

دیوان لکھ چکے ہیں رباعی کے یہ کئی
پھر نثر کے میدان میں شہرت ملی نئی
تیرے قلم سے شاذ نا ہو جائے کچھ گناہ
یہ ہیں حسین نہری تخلص ہے انکا شاہ

شمس رمزی - دہلی

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

ضلع ہے بدایوں تو تحصیل گنّور
یہیں کھولیں آنکھیں نہیں وہ جگہ اور
وہ بچپن کی یادیں تھیں دل میں بہ ہرطور
وہ قربان تجھ پر تھے اے شہر گنّور

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

یہ ہیں رمز آفاقی استاد ان کے
یہ عاشق ہیں جنکے یہ شیدا ہیں جنکے
یہ شاگرد ان کے رہے چار دن کے
وہیں سے ادب کے ملے چار تنکے

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

بنایا تھا دہلی وطن اپنا ثانی
گزاری ہے اپنی یہیں زندگانی
ہے دہلی کے ذرّوں میں انکی نشانی
بنا انکے دہلی کی آدھی کہانی

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

صحافت کو پیشہ پھر اپنا بنایا
حقیقت کا باطل کو چہرہ دکھایا
کئی روز ناموں کو دل سے سجایا
جو سچ تھا ہمیشہ وہی سچ دکھایا

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

ادب میں جگہ اپنی ایسی بنائی
کہ صدیوں نہ ہوگی کسی کی رسائی
بڑے اچھے اچھوں کی نیند ہے اڑائی
یہی تھا اثاثہ یہی تھی کمائی

عروضی غضب کے تھے ناظم غضب کے
حقیقت میں تھے وہ سپاہی ادب کے
وہ ڈرتے نہیں تھے سوا اپنے رب کے
دماغوں میں رہتا تھا اک خوف سب کے

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

نہیں صنف ایسی کوئی شاعری میں
طبع آزمائی وہ تھی شاعری میں
غلام انکی ہر بحر تھی شاعری میں
انوکھی یہ دولت ملی شاعری میں

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

تھا اک وقت ایسا بھی دشمن تھی دہلی
مسافر تھے اسکے یہ رہزن تھی دہلی
یہ ملّا بنے اور برہمن تھی دہلی
جسے دوست سمجھا وہ دشمن تھی دہلی

جو ماہر ادب کے تھے گھبرا گئے تھے
یہ ذرّے پہاڑوں سے ٹکرا گئے تھے
کہ برسوں کے شیرازے بکھرا گئے تھے
یہ چہرہ ادب کا جو نکھرا گئے تھے

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

تھے مقبول آخر بہت شمس رمزی
بالآخر کو دہلی میں سانس آخری لی
خدا کی قسم مجھ پہ رحمت خدا کی
جو ان کے کرم سے ہے یہ شاذ رمزی

حقیقت میں اردو ادب کو جلا دی
وہ استاد تھے معتبر شمس رمزی

شفق سوپوری - جموکشمیر

اسکے لہجے سے پھوٹے عجب روشنی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

صوبہ کشمیر کا منفرد یہ ادیب
دوست اسکے سبھی ہیں امیر و غریب
چاند بن کے لٹاتا ہے یہ چاندنی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

اسنے سیکھی کتابوں سے ہی شاعری
اسنے ماحول سے پائی ہے تازگی
اب ادب جیسے ہے بس ادب زندگی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

درس و تدریس میں اک بڑا نام ہے
تذکرہ ہر زباں پر یہی عام ہے
کب دکھائی کسی کو بھلا بے رخی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

اسنے غزلیں لکھیں اسنے نظمیں لکھیں
حمد اسنے لکھی اسنے نعتیں لکھیں
ہر کسی صنف سے اسکی ہے دوستی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

بیتے موسم کے دکھ بھی ہیں اسنے سہے
اسنے دو مجموعے اور بھی ہیں لکھے
اسنے دیکھی ادب کی ہر اک بیخودی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

اسنے طنز و مزاح میں بہتر لکھا
پھر ڈراموں میں بھی اسکا جادو چلا
نثر و فکشن میں ہے اسکی جادو گری
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

یہ محقق غضب ہے جہاں نے کہا
اسکا تنقید پر بھی تو پرچم دکھا
اسنے کالم لکھے ہیں کہانی لکھی
خود ادب کی زباں ہے شفق سوپوری

شفیق عابدی ۔ بنگلور

جگہ جگہ لٹائی ہے جہاں میں فن کی روشنی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

علی پوری ادیب ہے ضلع کلار ہے جناب
یہیں پہ اسنے آنکھیں کھولیں اور یہیں پہ دیکھے خواب
یہیں ادب میں پائی ہے بلا کی اسنے تازگی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

مجاہدی یہ عازمی نوا کی لکھنوی زمیں
سکھایا تینوں نے اسے یہ تینوں دل میں ہیں مکیں
ادب میں اسکے آ گئی تھی اک نئی بہار سی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

غزل کہے یہ نعت بھی یہ مرثیہ یہ حمد بھی
یہ نظم بھی کہے مگر ہے منقبت کمال کی
سلام نوحے میں مگر زبان اسکی جادوئی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

مشاعروں کی شان ہے ادیبوں میں مقام ہے
ادب میں اسکی صبح ہے تو شاعری میں شام ہے
ادب جہاں پہ مل گیا وہیں یہ شام سرمئی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

نظامت اسکی خوب ہے یہ ناظمِ شعور ہے
صحافی یہ غضب کا ہے حسد سے دور دور ہے
ذہین ہے غضب کا یہ قلم سے بانٹے روشنی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

کئی زبانوں پر اسے بلا کا اک عبور ہے
یہ تیلگو تمل ہے یہ کنّڑی سے چور ہے
غضب ہے اسکی رومنی غضب ہے اسکی ہندی بھی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

ڈرامے خوب اسکے ہیں کہانی خوب لکھتا ہے
کتابیں چند ایسی ہیں کہ نام خوب بکتا ہے
اے شاذ تیری اس سے ہے کمال کی یہ دوستی
کمال در کمال جو وہ ہے شفیق عابدی

شمع چودھری-برطانیہ

شعر وسخن کی ہر سو لٹائی ہے روشنی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

اسنے سیال کوٹ میں کھولی ہے اپنی آنکھ
برطانیہ مقیم یہیں پر جمائی آنکھ
کہنے کو یہ ہے شمع کھلاتی ہے چاندنی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

استاد ہیں شکیب جو لندن پزیر ہیں
علم و ہنر میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں
علم عروض کی انہیں سے لی ہے آگہی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

جان و جگر سے کرتی ہے خدمت عوام کی
راہوں کو یہ بدلتی ہے شہری نظام کی
مصروفیت بلا کی کرے پھر بھی شاعری
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

چودہ برس کی عمر میں اشعار لکھ دیئے
قوم و وطن کے جو بھی تھے آزار لکھ دئے
تصویر بھی بنائے کرے یہ مصوری
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

نظمیں غزل رباعی کئی گیت بھی لکھے
نعت و سلام حمد سبھی خون میں بسے
قطعات و منقبت بھی لکھے اسنے نغمگی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

پنجاب کی زباں میں کرے شاعری کمال
رومن زباں کو اسنے دیا حسن اور جمال
اردو زبان اسکے لئے جیسے سرمئی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

اسکے حدیثِ دل میں ملائم سی شام ہے
شمع وفا لکھی ہے مگر شمع نام ہے
اس میں ہے شاذ شمع محبت کی روشنی
اردو ادب کی جان ہے یہ شمع چودھری

شہپر رسول-دہلی

جسکی شاخوں پر کھلے ہیں مختلف رنگوں کے پھول
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

گاؤں بچھراؤں ضلع امروہہ انکا ہے جناب
مختلف صنفوں پہ لکھی ہیں کئی اپنی کتاب
یہ قبیلہ چودھری کرتا ہے جس پر خوب ناز
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

نانا دادا دونوں شاعر تھے پرانے وقت کے
اور یہ استاد ہیں بیشک ہمارے وقت کے
بہہ رہی ہے شاعری جنکے لہو میں با خدا
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

سیکڑوں شاگرد اب تک ہو چکے ہیں مستفید
نہ تکبر انکے اندر نہ کوئی ان میں بعید
علم ہے آب و ہوا اور علم ہی جسکی غذا
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

یہ علی گڑھ سے ہیں فارغ اور دہلی جامعہ
اور وہیں استاد ہیں دلچسپ دیکھو واقعہ
طالبوں کو جسکے سائے میں ملا ہر پل سکون
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

ممتحن کی ذمہ داری کو اٹھایا شان سے
بچے بچے کو پڑھایا ہے بہت جی جان سے
جسکی شاخوں سے ملی تحریک ہم کو رات دن
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

نظم ہو یا پھر غزل ہو انکا سب پر راج ہے
اک محقق کا بھی جیسے انکے سر پر تاج ہے
پتہ پتہ بوٹا بوٹا جسکا ہے اردو ادب
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

منفرد انکے اشارے استعارے خوب ہیں
انجمن ہیں یہ ادب کی یہ نظارے خوب ہیں
تجربہ انکا اساسہ شاعری میں دیکھئے
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

کیا غضب اخلاق ہے یہ آپ مل کر دیکھنا
مٹھیوں میں جیسے اپنی کوئی گوہر دیکھنا
شاذ رمزی کو ملا ہے جس کا سایہ آجکل
وہ شجر شاداب ہیں یہ ڈاکٹر شہپر رسول

شیریں صنم- مرادآباد

ادیبہ ہم نے دیکھی ہے کہاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

یہ یوپی کے مرادآباد میں دنیا میں آئی ہے
ادب کے آسماں میں یہ دھنک بن کے سمائی ہی
نظرآئی کہاں برقِ تپاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

ادب ہے خون میں اس کے جگر کی یہ نواسی ہے
بظاہر ایک دریا ہے مگر اک روح پیاسی ہے
مقابل کون لائے گا میاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

بڑی تعلیم اعلےٰ ہے بڑا اونچا گھرانہ ہے
ادب میں زندگی کیا ہے ادب کا ایک زمانہ ہے
نہیں ہے دوسری ہستی یہاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

میسر ہو نہیں پائی ہے شفقت باپ کی اس کو
نہیں ہے گھر میں بھی کوئی کہے بھائی بہن جس کو
نہیں ہے خادمہ ماں کی یہاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

کسی بھی غیر محرم نے کبھی اس کو نہیں دیکھا
شریعت جان ہے اس کی اثاثہ اس کا ہے پردہ
کوئی بن پائے نہ وہم و گماں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

سراپا حسن ہے پھر بھی کمی محسوس ہوتی ہے
مجھے آنکھوں میں اس کی کچھ نمی محسوس ہوتی ہے
ہے جیسے زندگی خالی مکاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

مدرس خوب اعلیٰ ہے بڑی تعلیم دیتی ہے
یہ خود کالج میں پڑھتی ہے یہ ماں کے ساتھ رہتی ہے
بہت مشکل ہے مل جائے وہاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہیئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

غزل محبوب ہے اس کو تو نظموں کی ہے دیوانی
یہ نعت و حمد لکھتی ہے تو قطعہ اس کا نورانی
کہاں ہستی ملی کوہِ گراں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

لڑکپن خوب لکھتی ہی جوانی خوب لکھتی ہے
محبت خود نہیں کرتی کہانی خوب لکھتی ہے
نہیں ملتی محبت کی اذاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

انا کا زعم ہے اس کو انا کے زیرِ سایہ ہے
جو اس کو اپنا کہتا ہے وہی اس کو پرایا ہے
دھواں دل کو کرے آہ و فغاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

بہت افسانے لکھے ہیں فسانہ غم کا لکھا ہے
قلم کی نوک پر اس نےکلیجہ اپنا رکھا ہے
ملی نا شاذ کو ظاہر نہاں شیریں صنم جیسی
ادب کو چاہئے میٹھی زباں شیریں صنم جیسی

صادق کرمانی-سعودی عرب

معتبر ہے یہ ادب میں اور زباں نورانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

یہ سعودی میں ہمارے ملک کی پہچان ہے
اور خلیجی ملک میں اردو ادب کی شان ہے
باغباں ایسا ادب کا پتہ پتہ دھانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

شہر گل برگہ ہے اسکا صوبہ ہے کرناٹکا
یہ یہیں پیدا ہوا ہے اور یہیں لکّھا پڑھا
اس ادب کے ہی حوالے سے تو دنیا جانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

شاعری اسکو وراثت میں ملی ہے باپ سے
سیکھے ہیں عیب و محاسن حامد اکمل آپ سے
مشورہ اقبال کا ہر شعر اجلا پانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

روزی روٹی میڈیکل ہے جو وطن سے دور ہے
یہ سراپا اب ادب کے ہی نشے میں چور ہے
زود گوئی میں یقیناً آپ اپنا ثانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

ہے غزل پر دسترس تو نظموں پر ملکہ اسے
منقبت نعتیں کہی ہیں حمد پر قبضہ اسے
معتبر اشخاص نے بھی بات اسکی مانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

لکّھے ہیں افسانے اس نے اور لکھے مضمون بھی
نثر کا ہے شوق اسکو نقد کا ممنون بھی
کل ادب اس میں بسا ہے مرتبہ لافانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

شاذ رمزی دیکھ تو یہ وہ ادیب وقت ہے
عالموں کا دوست ہے اور جاہلوں پر سخت ہے
ہے ادب مشکل مگر اسکے لئے آسانی ہے
نام ہے صادق علی اور سلسلہ کرمانی ہے

صدا آمری-چینئی

یہ ادب کی ندا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

یہ ہے مدراس کی سر زمیں کا ادیب
عاشقی ہے ادب سے یہ اپنا رقیب
شخص یہ مر حبا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

اسکی استاد ہے ہر کتابِ ادب
اسکا طرز تکلم غضب ہے غضب
اک ادب کی ہوا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

گاڑیوں کی تجارت بہت خوب ہے
ہر طرح گاڑیوں کا یہ محبوب ہے
گاڑیوں کی جلا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

اسکو ازبر ہوئے ہیں رموز و نکات
بن گئ ہر بحر جیسے اسکی حیات
فن میں اپنے بڑا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

نعتیں اسنے لکھیں قطعے لکھے
یہ رباعی لکھے یہ قصیدہ لکھے
ہر ادب پر فدا ہے صدا آمری
خود ادب کی ندا ہے صدا آمری

حمد پر ناز ہے عقل حیران ہے
اور غزل اسکے سینے میں مہمان ہے
شاعرِ برملا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

خوب لکّھی ہے اسنے صدائے سروش
ہر صدا بازگشت اسکی بھرتی ہے جوش
شاذ رمزی یہ کیا ہے صدا آمری
خود ادب کا پتہ ہے صدا آمری

طارق سعید-پاکستان

شاعروں سے پیار اسکو شاعری ہے اسکی عید
معتبر شاعر عظیم انسان ہے طارق سعید

سر زمیں ملتان آبائی وطن اسکا جناب
سر زمیں لاہور میں بھی آپ ہے اپنا جواب
بس محبت اسکا ایماں اور محبت اسکا خواب
جھوٹ سے نفرت اسے ہے جھوٹ ہے اس پر عذاب

باپ دادا کے دلوں پر نقش تھے تقسیم کے
وہ غم تقسیم لیکر دنیا سے رخصت ہوئے
کاش ایسا دن بھی قسمت سے کبھی اسکو ملے
ہے تمنّا ہند میں جاکر جلائے یہ دیئے

مستقل ٹیچر بنا ہے مختلف عہدوں پہ تھا
نا سکوں اپنوں سے اس کو نا بھرم غیروں پہ تھا
ہر گھڑی آنکھوں کا منظر امن کے شہروں پہ تھا
چھن گیا ہے وہ بھی تکیہ جو کبھی وعدں پہ تھا

اب مسیحا بن کے دل پر چھا گئ ہے شاعری
زندگی اسکی ادب ہے اور ادب ہے زندگی
غزلیں دیتی ہیں ضیاء نعتوں نے بخشی روشنی
حمد نے اسکو اٹھایا نظم نے دی تازگی

مختلف اصناف پر اسکی طبع ہے با کمال
شاعری کے فن میں یکتا آپ ہے اپنی مثال
ہر بحر ہے اسکو ازبر خوبصورت لازوال
لمحہ لمحہ مختلف بحروں میں کرتا ہے کمال

ہیں کئی شاگرد اسکے معتبر استاد ہے
علم و فن کا اس کے اندر اک جہاں آباد ہے
ہے بشر تو غم بھی ہوں گے یہ کہاں آزاد ہے
گردشِ حالات میں بھی حوصلہ شمشاد ہے

علم والوں کا ہمیشہ دوست ہے یہ یار ہے
با خدا یہ دل کی دنیا میں بڑا زردار ہے
عاقلوں میں نام اسکا ہے بڑا میعار ہے
شاذ رمزی اسکو بھولے یہ بہت دشوار ہے
شاعروں سے پیار اسکو شاعری ہے اسکی عید
معتبر شاعر عظیم انسان ہے طارق سعید

عائزہ عالم - دبئی

سراپا جسم میں بجتی ادب کی رات دن سرگم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

کراچی شہر میں دنیا میں آئی یہ ادیبہ ہے
بہت کم عمر میں ذہنوں پہ چھائی یہ ادیبہ ہے
بزرگوں سی ذہانت ہے بزرگوں سا ہی ہے دم خم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

خلیجی ملک میں رہتی سکونت دُوبئی اسکی
رسائل میں دکھی اخبار میں تصنیف بھی اسکی
قلم اسکا بنا ماحول کے زخموں کا بس مرہم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

سلیم استاد ہیں اسکے تخلص انکا کوثر ہے
انہیں کا ہی عطا کردہ اسے ہر ایک جوہر ہے
ادب سے عشق ہے اسکو ادب ہی اسکا ہے ہم دم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

خلیجی ملک میں اسکو یہاں روزی اٹھا لائی
چہیتی بھائی کی ہے اور ماں کے دل کو ہے بھائی
ادب کی راہ پر یہ کمسنی سے چلتی ہے پیہم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

عروضی یہ غضب کی ہے غضب کی شاعرہ کہیئے
بڑی تعلیم اعلیٰ ہے اسے تو طاہرہ کہیئے
عجب ہے شاعری اسکی کہ جیسے رات کی شبنم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

بڑی کم عمر میں اسنے مسودہ کر لیا تیار
ادب اسکی دوائی ہے ادب کی رات دن بیمار
ادب کی رُت ہمیشہ ہے بدلتا ہی نہیں موسم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

غزل نظمیں کہیں نعتیں کہیں پر گیت لکھتی ہے
نہیں ہرگز یہ ویسی ہے بظاہر جیسی دکھتی ہے
یہ قطعہ شاذ لکھتی ہے تو رہتی حمد میں گم صم
ادیبوں کی زباں پر ہے فقط یہ عائزہ عالم

عبدالاحد ساز-ممبئی

سخن کی ہیں عظمت ادیبوں میں ممتاز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

ولادت ہوئی شہر علم و ادب میں
عجب منفرد ممبئی شہر سب میں
عجب اسکے تیور عجب اسکے انداز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

تجارت یہ کپڑے کی کرتے رہے ہیں
ملازم بنے دل میں گھر کر گئے ہیں
عجب شخصیت ہے انوکھا ہے انداز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

یہ نظموں کے عاشق ہیں غزلوں کے شیدا
قطعات و رباعی لکھیں خوب دوہا
یہ طنز و مزاحی میں رکھتے ہیں پرواز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

اضافہ ادب میں کتابیں بنیں تین
لکھے آج تک ہیں ہزاروں مضامین
کئی زاویوں سے انوکھی ہے آواز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

بزرگی میں اب یہ قدم رکھ چکے ہیں
ستائش بزرگوں کی خود چکھ چکے ہیں
نئے لکھنے والوں کو کرتے ہیں شہباز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

خدا نے عطا کیں انہیں تین بیٹی
شریکِ سفر نے بھی دنیا سجا دی
عزیزوں رفیقوں میں ہیں سب سے ممتاز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

سعادت ملی ہے تجھے شاذ رمزی
کئ سال صحبت میں گزرے ہیں انکی
قدیمی ادب سے ہوا انکا آغاز
ادب کا بڑا نام عبدالاحد ساز

عرفان جھانسوی

عالم ادب کا ہے یہی عرفان جھانسوی
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

ادبی زمین علم کا گھوارہ کونچ ہے
ہے منفرد مقام بہت اعلیٰ سوچ ہے
اس سرزمین کا لعل ہے انساں کمال ہے
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

تعلیم جھانسی میں ہوئی سیکھا ادب یہاں
اس کو ادب کے نام سے پہچانتا جہاں
جھانسی میں اس نام ہے اعلیٰ مقام ہے
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

پھر رزق کی تلاش جبلپور میں لے گئی
قائم کئے ایام ادب کے وہاں کئی
اب زندگی یہاں پہ سکونت یہاں پہ ہے
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

استاد ان کے باپ جو احمد امین تھے
اردو زبان کی جان ادب کی زمین تھے
ایسے ادیب کا یہ جگر پارہ خوب ہے
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

اخبار میں ہے نام صحافی غضب کا ہے
اردو ہے اس کی جان یہ خادم ادب کا ہے
ہندی میں اک مقام بنایا ہے خوبتر
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

غزلیں لکھی ہیں نعت لکھی اور حمد بھی
دوہے میں اس کا نام ہے نظموں میں تازگی
گیتوں میں شاذ آج بھی اعلیٰ مقام ہے
شاعر غضب کا ہے یہی عرفان جھانسوی

عرشی پہانوی - ہردوئی

سر تا پا یہ خلوص ہے تصویر سادگی
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

ہردوئی ہے ضلع تو یہ قصبہ پہانی ہے
بچپن یہی پہ گزرا یہیں پر جوانی ہے
علم و ادب ملا ہے یہیں سیکھی شاعری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

استاد پہلے دل ہوئے دوجے تھے اسعدی
پہلے تو لے چکے ہیں جہاں سے ہی رخصتی
دیتے ہیں مشورہ اسے مختار تہری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

یہ شوق بھی عجیب ہے اردو پڑھانے کا
یہ ڈاکٹر کمال ہے اپنے زمانے کا
ہر حال میں بجاتا ادب کی یہ بانسری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

یہ ماہر عروض غضب کا ادیب ہے
استاد تین مل گئے اسکا نصیب ہے
اوراق پر یہ وقت کے لکھتا ہے ڈائری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

غزلیں لکھی ہیں نعت لکھی منقبت لکھی
اسکے یہاں سلام دکھا حمد بھی دکھی
حالات کے مزاج پر کرتا ہے شاعری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

دوہے لکھے ہیں مرثیہ قطعات بھی لکھے
جتنے بھی رنگ شاعری کے سب کے سب دکھے
یہ سرد آہیں بھر کے بھی کرتا ہے شاعری
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی یوپی

ٹی وی پہ ریڈیو پہ یہ پڑھتا مشاعرے
قومی رسالے جتنے ہیں ان میں بھی یہ دکھے
اے شاذ تونے دیکھی ہے ایسی بھی نغمگی
شاعر ادیب خوب ہے عرشی پہانوی

عثمان اشک-جھانسی

ہم کو ادب کا ایسا قلندر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

قصبہ ہے کونچ علم و ادب کا یہ باب ہے
آنکھیں یہیں پہ کھولیں یہی انکا خواب ہے
اتنا حسین علم کا منظر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

ہجرت وہاں سے کی یہاں جھانسی میں آ گئے
ہم عصر دوستوں کے یہ ذہنوں پہ چھا گئے
ایسا عظیم ذات کے اندر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

خدمت وطن کی خوب کی بڑا عہدہ سنبھال کر
ہم سایوں پر لٹایا کلیجہ نکال کر
دلدار ایسا کوئی بھی دلبر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

استاد معتبر تھے وہ کشفی کمال تھے
شاگردوں کو عزیز تھے اپنی مثال تھے
ایسا ادب کا دوسرا محور نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

چالیس سال سے بنے خادم ادب کے ہیں
تخلیق ہے غضب کی یہ شاعر غضب کے ہیں
ایسا سمندروں میں بھی گوہر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

نعتیں لکھی ہیں حمدیں لکھی ہیں کمال کی
غزلیں کہی ہیں خوب ہی ہجر و وصال کی
گیتوں کا چاند ایسا منور نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

شفقت ملی بڑوں کی تو چھوٹوں کا پیار بھی
ہم درد ہیں سبھی کے عجب جاں نثار بھی
اے شاذ تجھکو کون سا جوہر نہیں ملا
عثمان اشک جیسا سخنور نہیں ملا

عنبر کھربندہ-اترا کھنڈ

سرشار ادیبوں کو کر دے وہ جام ہے عنبر کھربندہ
جوآج ادب کی زینت ہے وہ نام ہے عنبر کھربندہ

صوبے سے یہ اترا کھنڈی دیہرادون ضلعے سے آتا ہے
اردو کا یہ شیدائی ہے اردو کا نغمہ گاتا ہے
یہ صبح مسرت اردو ہے اور شام ہےعنبر کھربندہ
جو آج ادب کی زینت ہے وہ نام ہےعنبر کھربندہ

استاد کنول ضیائی ہیں استاد کی شفقت حاصل ہے
ہر شعر گواہی دیتا ہے حق بات کہاں کیا باطل ہے
یہ جھوٹ ہمیشہ لکھنے میں ناکام ہے عنبر کھربندہ
جو آج ادب کی زینت ہے وہ نام ہے عنبر کھربندہ

یہ نظم غزل سب کہتا ہے یہ گیت یہ قطعہ لکھتا ہے
تضمین مسدّس اور ہزل ہر رنگ میں رنگا یہ دکھتا ہے
ہر صنف ادب کی کہتی ہے گلفام ہے عنبر کھربندہ
جو آج ادب کی زینت ہے وہ نام ہے عنبر کھربندہ

مکتوب لکھے میں ایسا ہوں پرواز غزل کیا عرض کروں
اردو کے علاوہ اور بھی ہیں کچھ اسکی زبانیں کیا میں کہوں
اے شاذ ادب کی دنیا میں کہرام ہے عنبر کھربندہ
جو آج ادب کی زینت ہے وہ نام ہے عنبر کھربندہ

□□□

غضنفر اقبال-گلبرگہ

اس طرح رہتا ہے واقف اپنے ماضی حال سے
جس طرح موتی شناور ڈھونڈ لے پاتال سے
یہ حمیدی باغ کا ایسا شجر شاداب ہے
دی صدا تحریک جس نے ایک ادنیٰ ڈال سے
معنی و مضموں کے لفظوں نے کہا یہ جھوم کے
یہ جلا ہم کو ملی ہے محترم اقبال سے
کس طرح تصویر کھینچوں میں غضنفر آپ کی
یہ نظر ٹکرا رہی ہے حیرتوں کے جال سے
ہے قلم تلوار انکا ظلم و باطل کے لئے
اس طرح جیتی ہے بازی علم و فن کی ڈھال سے
بے ادب سے واسطہ جسنے کبھی رکّھا نہیں
تال وہ کیسے ملائے بد عمل کی تال سے
جاہلانہ بات کا بھی ہنس کے دیتے ہیں جواب
یہ بحث کرتے نہیں ہیں ذہن کے کنگال سے
راہِ حق پر چل کے پائی سرفرازی کی سند
یہ جگہ خود ہی بنائی ہے حسنِ اعمال سے
شاذ رمزی دیکھ لے تو اک ادیبِ وقت نے
راستہ طئے کر لیا ہے بے خودی کی چال سے

فیروز لبیب-کلکتہ

شاعر کمال کا ہے غضب کا ادیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

بنگال اسکا صوبہ ضلع بردوان ہے
آنکھیں جہاں پہ کھولیں چمڑیا مہان ہے
پہلا ادیب اس جگہ اسکا نصیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

استاد تھے کمال کے اسلم تھا ان کا نام
عاشق تھے وہ ادب کے ادب سے تھا انکو کام
اس جیسا انکے اور نا کوئی قریب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

یہ شعر کہہ رہا کوئی چالیس برسوں سے
مفہوم یہ اٹھاتا ہے سنسان سڑکوں سے
ماں باپ کا دلارا ہے یہ خوش نصیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

اردو کے ساتھ ساتھ یہ خادم عوام کا
مالک ہے اپنی ذات میں میٹھے کلام کا
جو وقت کا ستایا ہو اسکا حبیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

اصناف شاعری پہ بہت اسکا زور ہے
قرب و جوار دیکھئے اسکا ہی شور ہے
اپنے وطن میں آج بھی اعلیٰ ادیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

لکّھے کہیں پہ گیت لکھی ہے کہیں غزل
نظموں کے نعت حمد کے تعمیر ہیں محل
اسکا قصیدہ دیکھئے بالکل عجیب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

آخر کو دھوپ دھوپ سفر کر لیا تمام
ویسی ہے اسکی شاعری جیسا ہے اسکا نام
اے شاذ مجھکو فخر ہے میرے قریب ہے
فیروز اسکا نام تخلص لبیب ہے

□□□

کامل جنیٹوی

فنکار ہے غضب کا یہ کامل جنیٹوی
مینار ہے ادب کا یہ کامل جنیٹوی

قصبہ جنیٹا اسکا ضلعے سے ہے سنبھلی
پودا تو کیا ادب کا وہاں پر نہ تھی کلی
احسان میرے رب کا یہ کامل جنیٹوی
فنکار ہے غضب کا یہ کامل جنیٹوی

استاد تھے غضب کے یہ زوّار سنبھلی
شیدا تخلص انکا لٹاتے تھے چاندنی
ہے پھول اس نسب کا یہ کامل جنیٹوی
مینار ہے ادب کا یہ کامل جنیٹوی

غزلیں کہی ہیں نظمیں کہیں گیت بھی لکھے
قطعات بھی لکھے ہیں رباعی بھی یہ کہے
میزان آج سب کا یہ کامل جنیٹوی
فنکار ہے غضب کا یہ کامل جنیٹوی

دوہا کہے تو حمد کبھی نعت بھی لکھے
اپنے قلم سے خوب نئے گیت بھی رچے
کل کا نصاب اب کا یہ کامل جنیٹوی
مینار ہے ادب کا یہ کامل جنیٹوی

یہ ریڈیو کی جان ہے ٹی وی کی شان ہے
تاریخ گو غضب کا یہ انساں مہان ہے
ارمان تو ہے سب کا یہ کامل جنیٹوی
فنکار یہ غضب کا ہے کامل جنیٹوی

زینت رسالوں کی ہے یہ سارے جہان میں
اسکی اشاعتوں کا ہے چرچا بیان میں
اخبار میں ہے کب کا یہ کامل جنیٹوی
فنکار یہ غضب کا ہے کامل جنیٹوی

اے شاذ مجھے فخر ہے ایسے ادیب پر
خوشیاں لٹاتا خوب ہے اپنے رقیب پر
غم خوار ہے عجب کا یہ کامل جنیٹوی
مینار ہے ادب کا یہ کامل جنیٹوی

قطب سرشار۔حیدرآباد

یہ قطب شعر و سخن ہے ادب کا محور ہے
یہ نقدِ بحر کا تا بندہ ایک گوہر ہے

ہر استعارہ کنایہ ہے اس کی قدرت میں
یہ کاروانِ غزل میں غضب کا رہبر ہے

یہ ہم سخن ہے تصوف کے جس شبستاں میں
جدیدیت کا مکاں ہے روایتی در ہے

یہ دکنی ہوتے ہوئے بھی ہے پیروِ دہلی
ہر ایک شعر میں اظہار کا وہ منظر ہے

بتا رہا ہے وہ خود کو پرندہ چھوٹا سا
مری نظر میں ادب کا یہ ایک شہپر ہے

نئی ردیف و قوافی کا ہے شجر جیسے
چراغ فکر سے اس کا جہاں منور ہے

رباعی نظم قصیدہ بھی ملکیت اسکی
غزل کی بات ہی کیا وہ تو گھر کی دختر ہے

سلام مرثیہ یا ہائی کو یا ہو سانیت
ہر ایک صنف سخن میں یہ اک سمندر ہے

زمین شعر کو سیراب کرنے والا یہ
اگائے فصل وہاں جو زمین بنجر ہے

نہ جانے کتنے ادب دوست اسکے ہیں تلمیذ
وجود اسکا وہ علم و ہنر کا پیکر ہے

قلم نے اسکے کئی قلموں کو جلا بخشی
ہر ایک فیلڈ میں اسنے دکھایا جوہر ہے

اسی لئے تو ہے قرآن پر عمل پیرا
کہ اس جہان میں قرآن ہی تو رہبر ہے

سخن شناس بھی یہ ترجمہ نگار بھی یہ
مرید اسکا ہر اک تیلگو سخنور ہے

ہے اس سے روشنی ہر ایک بزم اردو میں
جو سچ کہوں تو ادب کا عظیم خاور ہے

مجھے خوشی ہے تعارف ہوا ہے انسے شاذ
رہوں گا جسکا میں ممنون وہ غضنفر ہے

قمرالدین قمر - کرناٹک

باریک بہت اسکی ادیبوں میں نظر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

ہاویری ضلع اسکا ہے تو گاؤں گتل ہے
شہر ہری ہر میں زمانے سے اٹل ہے
صوبے سے یہ کرناٹکی باغوں کا شجر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

جو خون میں اردو ہے وراثت میں ملی ہے
پروازِ سُخن باپ کی صحبت میں ملی ہے
مشہور تھے شاعر جو علیم انکا پسر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

افسانے لکھے نثر میں اک نام کمایا
اخلاقیَ مضمون میں اک سکہ جمایا
پھر طنز و مزاح کا ہنر زیر اثر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

تنقیدی مضامین کا پھر بیڑا اٹھایا
اور بن کے مبصر بھی زمانے کو دکھایا
تقریظ مقدمات کا بھی اس میں ہنر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

غزلیں بھی لکھیں نعت لکھی نظمیں لکھی ہیں
قطعات لکھے ماہئے حمدیں بھی لکھی ہیں
یہ بحر ادب کی بڑی مانوس بھنور ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

لمعات قمر خوب لکھی اور قمر بھی
مقبول کتابیں ہمیں آئیں یہ نظر بھی
یہ شاذ ترا دوست تری جان و جگر ہے
یہ علم کا سورج ہے ادب کا یہ قمر ہے

ماہر نظامی۔ممبئی

نظامِ فن کے یہ زیرِ اثر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محوِ سفر ماہر نظامی ہیں

ضلع جھانسی ہے صوبہ یوپی میں پیدا ہوئے ہیں یہ
ادب کے ساتھ کھیلے ہیں ادیبوں میں پلے ہیں یہ
ہنر کی بات ہے تو با ہنر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

تجارت خوب ہے انکی بلا کے خوب تاجر ہیں
پرکھ ہے خوب پتھر کی سبھی ہیروں کے ماہر ہیں
ودیسی ہیروں سے بھی با خبر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

سکونت ممبئی انکی بڑا شوروم رکھتے ہیں
ادب میں نام ہے انکا سخن میں دھوم رکھتے ہیں
رسائل کے جہاں میں با اثر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محوِ سفر ماہر نظامی ہیں

بڑے مذہب کے شاعر تھے تخلص تھا فدا انکا
کئی قوال پڑھتے تھے کلام بے بہا انکا
معزز ایسے شاعر کے پسر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

ادیبوں میں بڑا اک نام ہے استاد ساقی کا
ادب میں قد بڑھایا ہے انہوں نے شہر جھانسی کا
انہیں استاد کے زیر نظر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

غزل سے عشق ہے انکو تو نظموں کے ہیں دیوانے
کہیں پر شمع قطعہ ہے بنے یہ اسکے پروانے
اگر نظمیں سمندر ہیں بھنور ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

کہیں نعتیں کہیں حمدیں کہیں روداد لکھتے ہیں
سراپا پیار ہیں ویسے بظاہر جیسے دکھتے ہیں
یقیناً شاذ یہ تیرا جگر ماہر نظامی ہیں
ادب کی راہ پر محو سفر ماہر نظامی ہیں

مجیب شہزر۔علی گڑھ

ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر
ادب کی زینت ادب کا ہمسر ادب کا رہبر مجیب شہزر

ادب کا مرکز ہے شہر اس کا جسے علی گڑھ کہے زمانہ
یہ علم و فن کی وہ سرزمین ہے مجاہدوں کا یہ تھا ٹھکانہ
اسی زمین کا چراغ روشن ادب کا گوہر مجیب شہزر
ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر

اساتذہ میں ہے نام روشن بڑا ہی مشتاق آرزو کا
یہیں سے سیکھا یہیں سے پایا ہر اک سلیقہ بھی گفتگو کا
یہاں پہ بیٹھا اٹھا یہیں سے ادیب بن کر مجیب شہزر
ادب کی زینت ادب کا ہمسر ادب کا رہبر مجیب شہزر

بڑا معلم غضب کا عالم ہے درس و تدریس پیشہ اس کا
ہزاروں شاگرد ہو گئے ہیں ادب میں چلتا ہے سکہ اس کا
ادب میں اس کا مقام سمجھو مقام شہپر مجیب شہزر
ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر

کئی کتابیں لکھی ہیں اس نے کئی قلم در قلم اٹھائے
سگندھ شبدوں کی پھر بکھیری کمال ہندی میں پھر دکھائے
کہیں پہ الفاظ کی مہک کا لگائے بستر مجیب شہزر
ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر

بڑا ہی اعلیٰ ہے نثر اس کی ہزاروں اس نے لکھے ہیں مضمون
غضب کا نقاد اپنے فن میں ادب کا رہتا ہمیشہ ممنون
فروغ دیتا ہے یہ ادب کو غلام بن کر مجیب شہزر
ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر

کہیں پہ نعتیں کہیں پہ حمدیں کہیں رباعی لکھی ہے اس نے
یہ منقبت کا بنا ہے شیدا اسے پتہ ہے سنا ہے جس نے
لکھے کئی سیریل کے گانے یہ شاذ بہتر مجیب شہزر
ادب کی عظمت ادب کی لذت ادب کا پیکر مجیب شہزر

محسن عباس-فیروز آباد

علم و فن کا بڑا مینار ہے محسن عباس
دورِ حاضر کا بڑا فنکار ہے محسن عباس

چوڑیوں کے لئے مشہور ہے فیروز آباد
اس نے کھولیں ہیں یہیں آنکھیں یہیں ہے آباد
دولتِ علم سے سرشار ہے محسن عباس
علم و فن کا بڑا مینار ہے محسن عباس

شاعری خون میں والد بھی بڑے ہیں شاعر
خار ہے ان کا تخلص بڑے فن کے ماہر
پھول اس پیڑ کا گلزار ہے محسن عباس
دور حاضر کا بڑا فنکار ہے محسن عباس

اس کے استاد بہت خوب عروضی انور
یہ چلاتا ہے بہت خوب حکومت دل پر
اپنے فن میں بڑا ہشیار ہے محسن عباس
علم و فن کا بڑا مینار ہے محسن عباس

یہ معلم ہے غضب کا ہے غضب کا استاد
منفرد فکر ہے اس کی تو تخیل آزاد
حمد کے نام سے اللہ کو بخشے سوغات
علم و فن کا بڑا مینار ہے محسن عباس

ہائکو اس نے لکھی خوب کئی گیت لکھے
دسترس نظم پہ اوروں سے الگ خوب ملے
دوستی میں بڑا دلدار ہے محسن عباس
دورِ حاضر کا بڑا فنکار ہے محسن عباس

اب تلک تو کئی شاگرد ادب کو بخشے
شاعری میں کئی اصناف کے کھینچے نقشے
بس محبت کا طلبگار ہے محسن عباس
علم و فن کا بڑا مینار ہے محسن عباس

محشر جیبی - جھارکھنڈ

ادب پر جان دیتا ہے ادب کی خوش نصیبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

ادیبوں کی زمیں یوپی ضلع بلیا بہت پیارا
یہیں پر آنکھ کھولی ہے گیا بچپن یہیں سارا
مگر دل سے تو اب بھی یہ ضلع اسکا قریبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

سکونت بن گئی جمشید پور میں لے گئی روزی
وہاں اسٹیل کے اک کارخانے میں جگہ پائی
ادب سانسوں میں بستا ہے نظر اسکی ادیبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

ہوئے استاد شائق اور ہوئے رضوان بھی استاد
انہیں دونوں نے کر ڈالا ادب کا اک جہاں آباد
بہت نفرت اسے اس سے ذرا سا جو فریبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

کبھی زلفیں سنواری ہیں غزل کی دل کے ہاتھوں سے
کبھی پیغام بھیجا ہے نبی کو اپنی نعتوں سے
وہاں سے دور رہتا ہے جہاں ذہنی غریبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

خدا کو پیش کر تا ہے بڑا حمدوں کا نذرانہ
زمانہ ہے مگر قطعات کا بیحد ہی دیوانہ
سلام مصطفیٰ لکھتا بڑی یہ خوش نصیبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

مسافر خود ادب کا ہے ادب کا آپ رہبر ہے
ادیبوں کی زباں پر بس یہی اک نام محشر ہے
مجھے ہے شاذ اتنا فخر یہ میرا قریبی ہے
عجب انساں غضب شاعر یہی محشر جیبی ہے

مختار تلہری - بریلی

علم و عمل کی بخشی ہے قدرت نے آگہی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

تلہر ہے انکا قصبہ ضلع شاہ جہان پور
علم ادب کو بخشے جلا شاہ جہان پور
آنکھیں یہیں پہ کھولیں تھیں دنیا میں آئے تھے
خوشیوں کے گیت خوب قبیلے نے گائے تھے
آنے سے انکے خوشیوں کی برسات ہو گئی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

استاد پہلے آپ کے عشرت یہیں کے تھے
استاد دوسرے یہیں طاہر بھی بن گئے
دونوں سے سیکھا آپ نے انکی دعائیں لیں
فنّی سفر میں آپ نے انکو صدائیں دیں
لیکر چلے ہیں ساتھ ادب کی یہ روشنی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

اپنے وطن کو چھوڑ بریلی میں آ گئے
اور دیکھتے ہی دیکھتے ذہنوں پہ چھا گئے
روزی نظر میں رکّھی ادب کو بھی ساتھ میں
سورج بھی علم و فن کا دکھایا ہے رات میں
دل کو سکون روح کو بخشی ہے تازگی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

تخلیق میں غضب کا مصور کہوں انہیں
کیوں نا ادب کا چاند منور کہوں انہیں
تمثیل لاجواب کنائے ہیں لاجواب
سپنے ہیں استعارے علامت ہیں انکا خواب
میزان پر ادب کے کھری انکی شاعری
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

نعت و قصیدہ کہتے ہیں اکثر روانی میں
پہلا قدم اٹھایا ادب کا جوانی میں
کہتے ہیں یہ قصیدہ بھی لکھتے ہیں یہ سلام
حمدیں کہی ہیں شوق سے نظموں کے ہیں غلام
غزلوں سے انکی جیسے ازل سے ہے عاشقی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

جدت پسند ہیں نیا لہجہ جدید ہے
ملت کی انکو فکر ہمیشہ شدید ہے
بجلی کی سی چمک ہے فن شعر گوئی میں
اصلاح کی دمک ہے فن شعر گوئی میں
اے شاذ تونے دیکھی ہے ایسی بھی بیخودی
مختار ہیں سخن کے جو مختار تلہری

مسعود حساس-کویت

ادب کا ہے غم خوار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
یہ یوپی میں پیدا ہوا بھارتی ہے
یہ شعر و سخن کی نئی چاشنی ہے
یہ دل سے ہے دلدار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
قیام اس کا ویسے کویتی چمن ہے
مگر ممبئی اس کا ثانی وطن ہے
وطن کا ہے یہ یار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
کویتی زمیں پر یہ خوشبو کا تاجر
فنون لطیفہ میں ہے خوب ماہر
ہے خوشبو سے سرشار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس

مضامین لکھّے فسانہ لکھا ہے
کویتی وطن کا ترانہ لکھا ہے
ادب کا ہے سردار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
لکھیں نعت حمدیں غزل بھی لکھی ہے
مگر منقبت کی بھی محفل سجی ہے
ہے سہرے میں ہشیار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
لکھا مرثیہ بھی تو قطعات لکھّے
مزاحی قلم سے بھی جذبات لکھّے
یہ سچّا ہے دیں دار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس
لکھا مجموعہ اس نے جوش جنوں بھی
کویتی ادب کا دکھایا فسوں بھی
محبت کا بیمار مسعود حساس
غضب کا ہے فنکار مسعود حساس

مشتاق رفیقی ۔ چینئی

آداب سے سرشار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

دکنی ہے زباں اسکی تو مدراس ہے صوبہ
مدراس میں اردو کی زباں خوب عجوبہ
اردو کا علم دار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

استاد ہیں آفاق جو پرنور بشر ہیں
شاگرد کئی اور ہیں جو زیر نظر ہیں
الفت کا یہ معیار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

چمڑے کی تجارت میں بڑا نام کمایا
اردو کو ہر اک حال میں سینے سے لگا یا
اردو کا یہ غم خوار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

نعتیں بھی کہیں غزلیں بھی نظمیں بھی کہی ہیں
قطعات لکھے خوب کہانی بھی لکھی ہیں
مضمون کا دلدار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

اشعار مزاحی بھی بہت خوب کہے ہیں
حالات کے کاغذ پہ بھی افسانے لکھے ہیں
غزلوں کا یہ بیمار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

اخبار زباں خلق کی کرتا ہے ادارت
اخبار کی دنیا میں ہے مشہور اشاعت
یہ حاصل اخبار ہے مشتاق رفیقی
اردو کے یہ مینار ہے مشتاق رفیقی

ساؤتھ کا علی گڑھ ہے جہاں اسکا بسیرا
اے شاذ مجھے ناز ہے یہ دوست ہے میرا
مفلس کا مددگار ہے مشتاق رفیقی
اردو کا یہ مینار ہے مشتاق رفیق

مقصود بستوی

علم و ہنر کی شان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

صوبہ ہے یوپی اور ضلع اسکا بستی ہے
ادبی زمیں پہ اسکی سکونت تو جھانسی ہے
خود علم کا مچان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

عنوان چشتی معتبر استاد مل گئے
عشرت ظفر بھی دوسرے استاد ہیں ملے
شیریں زباں بیان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

ہے صحافی اور مصنف غضب کا ہے
ٹی وی پہ اسکا نام یہ خادم ادب کا ہے
کمزور کی زبان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

اخبار میں مقام رسائل میں نام ہے
ہاتھوں میں اسکے ہر گھڑی تو ادب کا ہی جام ہے
میزان کا گمان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

انٹرویو بھی خوب لئے ہر ادیب کے
اکثر کئے ہیں تبصرے اپنے رقیب کے
مضمون کی تو آن ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

نظمیں کہی ہیں حمدیں کہیں نعت بھی کہی
ہم عصر شاعروں کی ہے روداد بھی لکھی
فن کی عجب اڑان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

اسنے فصیل شب تو شمیمِ سخن دیا
اسنے حسد کا زہر ادب میں بہت پیا
اے شاذ اک نشان ہے مقصود بستوی
شعر و سخن کی جان ہے مقصود بستوی

منیر ہمدم - دہلی

ادب کا محور بنا ہوا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

جہاں پہ اس نے ہیں آنکھیں کھولیں وہ میر و غالب کا شہر دہلی
ہے لال قلعہ یہاں کی زینت عجیب منظر سا شہر دہلی
نظام جیسا ولی یہاں پر امیر خسرو کی بجتی سرگم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

یہ منفرد ہے عظیم تر ہے جدا ہے سب سے کمال فن ہے
جو دشمنوں کو بھی پھول دیتا محبتوں کا یہ وہ چمن ہے
ہے گنگا اس میں ہے جمنا اس میں یہ مذہبوں کا عجیب سنگم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

کہیں مصنف کہیں مؤلف کہیں صحافی بنا ہوا ہے
کہیں پہ غزلیں کہیں پہ نظمیں کہیں پہ دوہا لکھا ہوا ہے
کہیں رباعی کہیں ثلاثی کہیں پہ نغمہ لکھا ہے پیہم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

مشاعروں میں ہے نام اسکا اساتذہ میں مقام اسکا
نشہ ادب کا چڑھا ہوا ہے سخن ہی جیسے ہے جام اسکا
مشیر بن کر سکھائے اسکو ادب کا جس میں ذرا سا دم خم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

اشارے دیکھے کنائے دیکھے علامتوں کے نظارے دیکھے
جو نفرتوں کو جلا کے رکھ دیں وہ دل میں اسکے شرارے دیکھے
یہ جو کہے گا وہ سچ کہے گا یہ جھوٹ اس کے لئے نا محرم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

محبتوں کی اڑان اس میں ہے شخص کوئی مہان اس میں
جو کہہ دیا ہے وہ کہہ دیا ہے بزرگوں کی ہے زبان اس میں
ہے چاپلوسوں سے اسکو نفرت یہ غیبتوں سے ہے دور ہر دم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

جدید لہجے میں شعر کہنا سلیس اپنی زبان رکھنا
یہ بھیڑ چاہے بڑی ہو جتنی سلامت اپنا نشان رکھنا
ملی ہے قربت مجھے ذرا سی اے شاذ مجھ کو نہیں ہے اب غم
ادب نوازوں کی یہ صدا ہے منیر ہمدم منیر ہمدم

میاں میرٹھی

ٹٹولی ہیں نبضیں سبھی شاعری کی
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

یہ عالم غضب ہے یہ شاعر غضب ہے
لہو میں رواں اسکے اردو ادب ہے
وراثت میں اسکو ملی شاعری ہے
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

یہ گلزار صاحب کا نورِ نظر ہے
ہاں ملت کا انکے جگر پر اثر ہے
یہ والد کا اپنے دلارا پسر ہے
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

محبت کے دھارے میں میں بہہ رہا ہوں
یہ اسجد ہے اسکو میاں کہہ رہا ہوں
لچک ہے زباں میں لڑکپن کے جیسی
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

یہ حکمت کا ماہر دواؤں کا ساحر
یہ غائب کہاں ہے کہاں پر ہے حاضر
قلندر صفت ہے طبیعت میں اس کی
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

ترانہ ملی بھی اس نے لکھی ہے
وطن کی محبت لہو میں بسی ہے
شہیدانِ ملت کو اس نے اٹھا یا
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

غزل ہو قطعہ ہو یا دیگر سخن میں
شگفتہ سا گل ہے ادب کے چمن میں
قلم کا ہے ساحر سخن کا ہے ماہر
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

کتب خانہ اسکا بہت دل نشیں ہے
یہ گھر اسکا جیسے ادب کی زمیں ہے
مگر شاذ ہے دوست بھائی کے جیسا
یہ شاعر عجب ہے میاں میرٹھی بھی

مینا نقوی-مرادآباد

یہ ادب کا گل و گلزار ہے مینا نقوی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

اسکا بجنور ضلع شہر نگینہ اسکا
اور دہلی کی زمیں پر ہے بسیرا اسکا
دھڑکنیں اب تو ادب کی بنیں دھڑکن اس کی
وہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

ہاں وطن کی کئی آتی ہیں زبانیں اسکو
اور ادب کی کئی آتی ہیں اڑانیں اسکو
اپنی تخلیق سے اک دنیا بسا کر رکھ دی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

چین ملتا ہے مریضوں کو دوا سے پہلے
التجا خوب یہ کرتی ہے خدا سے پہلے
سائباں بن کے چلیں ساتھ دعائیں سب کی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

اسکا بچپن ہی اسے لے کے ادب میں آیا
ساتھ اسکے ہے ادب با خدا بن کر سایہ
وہ مریضہ ہے ادب سے چلیں نبضیں جسکی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

اسکی نعتوں میں رسائی ہے لکھی نظمیں بھی
گیت اسنے لکھے ہیں خوب لکھی غزلیں بھی
ایسی ڈوبی ہے ادب میں کہ سنامی لادی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

درد پتھر کا اسے جاگتی آنکھیں منزل
کرچیاں درد کی آئینہ بنی ہیں قاتل
دھوپ چھاؤں" کی عجب دنیا نرالی اسکی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

"سائباں" درد کا لیکر کئی افسانے لکھے
"بادباں" خود کا بنایا کئی نذرانے لکھے
ہے مہارت اسے مضمون میں اچھی خاصی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

یہ رسائل کی ہے زینت تو کتابوں کا سرور
ترجمہ خوب کرے پھر بھی نہیں اسکو غرور
کتنے اخباروں کی اسنے ہی سجائی دھرتی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

اسکو اعزاز کئی ہندی ادب نے بخشے
کتنے مضمون مقالے بھی ہیں اسنے لکھّے
اردو دنیا نے بھی اسکو بڑی عزت بخشی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

بیچ مجدھار میں جب چھوڑ گئے تھے شوہر
وقت سے پہلے ہی خالق سے ملے تھے شوہر
دونوں بچوں میں سکوں پایا ہے دنیا دیکھی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

مستقل اب سکونت ہی مرادآباد ہے
حوصلہ ٹوٹا نہیں ہے حوصلہ شمشاد ہے
شاذ رمزی پہ کرم نظم جو ایسی لکھ دی
یہ غضب کی بڑی فنکار ہے مینا نقوی

نریش نثار- ہماچل پردیش

چھوٹوں کی بات میں ہے بڑوں کے بیاں میں
ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

سورج پوری کہوں تو کہوں گاؤں سے اسے
ہے کانگڑا ضلع تو ہماچل میں یہ بسے
کتنا حسین صوبہ یہ ہندوستاں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

رہبر پٹھان کوٹ کے استاد ہیں غضب
انکے بدن میں خون سا بہتا ہے یہ ادب
شاگرد یہ عظیم ہے انکی اماں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

سر پنچ اپنے گاؤں کا ہر دل عزیز ہے
انصاف کسکو کہتے ہیں اسکو تمیز ہے
چرچا تو اسکے نام کا ہر اک مکاں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

منتھن ادب کی انجمن اسنے چلائی ہے
سانسوں میں اسکے شاعری آخر سمائی ہے
اسکا وجود جیسے ادب کارواں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زاباں میں ہے

قطعہ ہے اسکی جان غزل اسکی زندگی
یہ گیت نظم دوہے کی کرتا ہے بندگی
انداز اسکا سب سے الگ اس جہاں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

ٹی وی پہ ریڈیو پہ رسائل میں چھا گیا
محفل میں جب گیا تو دلوں میں سما گیا
ظاہر میں جیسا دیکھئے ویسا نہاں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

برسات میں ادب کی سراپا سپاس ہے
سودا ادب کا سر میں ہے یہ محوِ یاس ہے
ہے شاذ اس سے بڑھ کے جو تیرے گماں میں ہے
شاعر بڑا نریش نثار اب زباں میں ہے

نگار ناز-کلکتہ

سرگم ادب کی میں کہوں یا پھر کہوں میں ساز
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

بنگال کی زمیں پہ یہ دنیا میں آئی ہے
اردو ادب پہ ایک گھٹا بن کے چھائی ہے
اردو پہ رہتی ہے قربان ہر گھڑی
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

استاد اس کے ہیں بڑے مئے کش کمال کے
امروہہ سے یہ آئے ہیں سکہ اچھال کے
حاصل انہیں سے کی ہے ادب کی یہ روشنی
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگار ساز

تدریس اس کا پیشہ ہے تعلیم خوب ہے
اسلوب منفرد ہے تو ترمیم خوب ہے
کچھ زاویہ الگ ہے ، الگ اس کی ہے شناخت
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

ٹی وی کی ریڈیو کی یہ پہچان بن گئی
دونوں جگہ مشاعرے اس نے پڑھے کئی
اسٹیج پر بھی اس نے دکھایا کمال ہے
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

مصروف ہے یہ دہلی کی ادبی فضاؤں میں
اس کے تخیلات ہیں ادبی خلاؤں میں
واقف عروض سے ہے ادب اس کی سادگی
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

بچپن سے شاعری کا اسے شوق تھا بہت
اس نے لکھیں کہانی اسے ذوق تھا بہت
جیسے ادب کے واسطے ہے اس کی زندگی
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

قطعات نظمیں غزلیں لکھیں نعت حمد بھی
اِک دسترس ہے مجموعہ عمدہ ہے شاعری
ہے شاذیہ کمال کی انسان بھی غضب
اس کو ادب سے پیار یہی ہے نگارساز

نعیم اللہ ملک-پاکستان

حیران جسکو دیکھ کر عقلِ سلیم ہے
اک نام میرے سامنے نامِ نعیم ہے

پنجاب گجراں والا میں پیدا ہوئے ہیں یہ
ماحول میں ادب کے یہیں پل کر بڑے ہیں یہ
لہجہ ہے انکا ایسا کہ بادِ نسیم ہے
اک نام میرے سامنے نامِ نعیم ہے

علم و ادب جناب تصوف یہاں پہ ہے
ادبی فضا کا ذکر یہاں ہر زباں پہ ہے
رب کی نظر ہے مہرباں رب کریم ہے
اک نام میرے سامنے نامِ نعیم ہے

ہر پل سفر میں کاٹی ہے اب تک یہ زندگی
سَو کے قریب ملکوں میں بانٹی ہے روشنی
ذہنی شعور انکا تو بادِ شمیم ہے
اک نام میرے سامنے نامِ نعیم ہے

تاجر غضب کے خوب تجارت میں نام ہے
خوشنودئ خدا میں تصوف مقام ہے
ادبی زخیرہ انکا بڑا ہی ضخیم ہے
اک نام میرے سامنے نام نعیم ہے

غزلیں کہی ہیں نعت بھی حمدیں کمال ہیں
آزاد نظمیں آپ کا ذہنی جمال ہیں
انکا ثلاثی فن تو ادب کا ندیم ہے
اک نام میرے سامنے نام نعیم ہے

منطق ہیں فلسفی ہیں یہ علم الکلام ہیں
یہ مختلف زبانوں کا ذرّیں نظام ہیں
خود کا محاسبہ بڑا اعلیٰ فہیم ہے
اک نام میرے سامنے نام نعیم ہے

اک نور آگہی بھی خدا نے عطا کیا
کچھ مختلف زبانوں سے اسکو سجا دیا
عشقِ نبی کا شاذ یہ سچا علیم ہے
اک نام میرے سامنے نام نعیم ہے

واحد رازی-پاکستان

خوشی جس نے اپنی ادب پر لٹا دی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

مرے ہند میں اسنے کھولی ہیں آنکھیں
گزاری کراچی میں دن اور راتیں
زمیں پاک کی پھر تو اسنے سجا دی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

سخاوت علی نے لٹائی سخاوت
یہ شاگرد انکا انہی کی عنایت
انہی کے کرم سے ادب کو جلا دی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

ملازم رہا بینک میں بن کے افسر
یہ ذہنوں پہ چھایا گلوکار بن کر
جہاں بھی گیا ہے تو محفل سجا دی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

یہ چالیس برسوں سے خادم ادب کا
یہ شاعر غضب کا یہ سنگر غضب کا
ادب کے سمندر میں کشتی چلا دی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

غزل نعت نظمیں لکھے خوب قطعات
کٹے خوب حمدوں میں گیتوں میں دن رات
کئی رنگ اسکے تو اک رنگ مزاجی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

یہ مضمون لکھتا یہ افسانے لکھتا
غضب کی کہانی یہ دیباچ لکھتا
ادیب و ادب کی ہے ہر اک نشانی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

یہ انسان عالی یہ رب کا کرم ہے
یہ ہے بات سچی نہ کوئی بھرم ہے
یوں ہی شاذ اسکی ہے دنیا دوانی
وہ اک نام واحد تخلص ہے رازی

وہاب عندلیب-گلبرگہ

کچھ پل چرائے تھے کبھی میں نے نصیب سے
اک بار جب ملا تھا وہاب عندلیب سے
الفاظ جس کے سامنے سجدہ سجود ہوں
اب تک کہاں ملا تھا میں ایسے ادیب سے
اردو کے عاشقوں کو نمایاں بنا دیا
کرتے ہیں کتنا پیار یہ اپنے رقیب سے
تہہ داری اتنی فن میں کہ گفت و شنید میں
ادراک کی زباں میں تھے جملے عجیب سے
ادبی مرض سے دور ہیں تحریریں آپ کی
امراض خوف کھاتے ہیں جیسے طبیب سے
اللہ کا دیا ہوا کچھ بھی تو کم نہیں
پھر بھی ادب سے ملتے ہیں ادنیٰ غریب سے
کہنے کو سرپرست بزرگوں میں ہیں مرے
دل کو مگر لگتے ہیں میرے حبیب سے
کچھ دیر میں جو سمجھا رقم شاذ نے کیا
بہتر جانتے ہیں غضنفر قریب سے

یوسف دیوان-ممبئی

ہر گھڑی علم و ادب پر ہے سراپا قربان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

یہ مراٹھی ہے ضلع اسکا ہے اورنگ آباد
ممبئی شہر مہاراشٹر میں اب ہے آباد
اور ادب اسکا یہیں خوب چڑھا ہے پروان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

اسکی تعلیم غضب کی ہے غضب کا استاد
اپنے شاگردوں کا محبوب ادب کا استاد
درس و تدریس شغف اسکا یہی ہے ارمان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

مشغلہ اسکا کتابیں ہیں فن خطّاطی
یہ مصور بھی غضب کا یہ کلا دکھلا دی
مختلف آج تلک اسکو ملے ہیں سمّان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

خوب ناظم ہے غضب کی ہے نظامت اسکی
قدر ادنیٰ کی بھی کرتا ہے یہ عادت اسکی
اسکا اخلاق ادب میں بنا اسکی پہچان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

انجمن اس نے کئی ادبی سنبھالیں ایسے
ایک مالی کئی گلشن کو سنبھالے جیسے
فعل محفوظ کئے اس نے ادب کے ارکان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

نعت لکّھی ہے لکھی حمد بھی اس نے پیاری
مختلف صنف ہیں محبوب غزل ہے نیاری
شاعری میں تو ضمیر اسکا بنا ہے میزان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان

اپنی مٹی میں جڑیں آج بھی قائم اسکی
یہ وہی ہے کہ مچی دھوم ادب میں جسکی
شاذ رمزی یہ ترا دوست دلوں کا مہمان
لوگ کہتے ہیں اسے پیار سے یوسف دیوان